حصولِ علمِ دین میں مصروف طالب علموں کے لئے ایک رہنما تحریر

تَعلِیمُ المُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام

مؤلف: حضرت سیّدُنا امام برہان الدین ابراہیم زرنوجی علیہ رحمۃ اللہ الولی

(اَلْمُتَوفّٰی ۶۱۰ھ)

تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام

راہِ علم

مؤلِّف:

حضرت سیِّدُنا اِمام برہان الدین ابراہیم زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

(اَلْمُتَوَفّٰی ۶۱۰ھ)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ تراجمِ کتب

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　وعلٰی اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب　:　تَعلِیمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم

ترجمہ بنام　:　راہِ علم

مؤلف　:　حضرتِ سیِّدُ نا امام برہان الدین زرنوجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی

مُتَرْجِم　:　مولانا علی اصغر العطاری المدنی مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

سِن طباعت (باردوم):　رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ۔بمطابق اگست 2010ء

قیمت　:　روپے

تصدیق نامہ

تاریخ: ۶ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۰ھ　　حوالہ نمبر: ۱۶۵

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی الہ واصحا بہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب ”تَعلِیمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیقَ التَّعَلُّم“ کے ترجمہ

”راہِ علم“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِثانی کی کوشش کی گئی ہے۔مجلس نے اسے مطالب ومفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے،البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

24 - 11 - 2009

E.mail:ilmia@dawateislami.net

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
3	اس کتاب کو پڑھنے کی نیتیں	1
4	المدینۃ العلمیہ کا تعارُف	2
6	پہلے اسے پڑھ لیجئے	3
11	علم وفقہ کی تعریف اور اس کے فضائل کا بیان	4
16	علم کی تعریف	5
16	فقہ کی تعریف	6
17	دورانِ تعلیم کیفیت نیت کا بیان	7
22	علم، اَساتذہ اور شُرکا کا اِنتخاب اور ثابت قدمی اِختیار کرنے کا بیان	8
22	علم کا اِنتخاب	9
23	اُستاذ کا اِنتخاب	10
25	ثابت قدمی	11
27	شریک درس کا اِنتخاب	12
29	علم واہل علم کی تعظیم کا بیان	13
29	تعظیم اُستاذ	14
33	تعظیم کتاب	15
35	تعظیم شُرکا	16
38	محنت، مواظبت اور قوت ارادہ کا بیان	17
51	بلغم کم کرنے کے اَسباب	18
54	سبق کو شروع کرنے کے طریقے، سبق کی ترتیب اور اس کی مقدار کا بیان	19
69	اہمیت توکل کا بیان	20

21	تحصیلِ علم کے موزوں اوقات کا بیان	73
22	شفقت ونصیحت کی اہمیت وفضیلت کا بیان	73
23	طریقۂ اِستفادہ کا بیان	78
24	دورانِ تعلیم اہمیت پرہیزگاری کا بیان	81
25	قوت حافظہ کو بڑھانے والی اشیاء کا بیان	85
26	علم کو بھول جانے کے اَسباب میں سے چند یہ ہیں	88
27	رزق کو حاصل کرنے اور روکنے اور اسے بڑھانے اور گھٹانے والی اشیاء کا بیان	89
28	رزق میں تنگی لانے والے اَسباب	89
29	رزق میں کمی کرنے والے اَسباب میں یہ افعال بھی شامل ہیں	90
30	رزق میں اضافہ کرنے والے اَسباب	91
31	وہ وظائف جو رزق کو بڑھاتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں	93
32	عمر میں اضافہ کرنے والے اَسباب	95
33	مآخذ ومراجع	96
34	المدینۃ العلمیہ کی کتب کا تعارُف	97

علم سیکھنے سے آتا ہے

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ غور وفکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔'' (المعجم الکبیر،الحدیث:۷۳۱۲،ج۱۹،ص۵۱۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”راہِ علم راہِ جنت ہے“ کے 14 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”14 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ {۵} قرآنی آیات اور {۶} احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا {۷} رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مُطالَعہ کروں گا۔ {۸} حتَّی الْوَسع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ {۹} جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور {۱۰} جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ {۱۱} (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا {۱۲} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ {۱۳} اس حدیثِ پاک ”تَھَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ج۲، ص۴۰۷، الحدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا۔ {۱۴} کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا۔

(مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علاّمہ
مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

الحمدللہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''**دعوتِ اسلامی**'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سر انجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''**المدینة العلمیة**'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلما و مُفتیانِ کرام کَثَّرَ ھُمُ اللّٰہُ السَّلَام پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (٦) شعبۂ تخریج

''**المدینة العلمیة**'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دِین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف

کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔

تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **"دعوتِ اسلامی"** کی تمام مجالس بَشُمُول **"المد ینة العلمیه"** کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

رمضان المبارک ۱۴۲۵ ھ

❁❁❁❁❁❁❁

پہلے اسے پڑھ لیجئے!

زیرِنظر کتاب ''تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيْقَ التَّعَلُّم''حضرت سیِّدُنا امام برہان الدین زرنوجی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَلِی کی مختصر وجامع تصنیف ہے جو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے علم دین کے موضوع پر مرتب فرمائی ۔آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَيْه ترکستان کے مشہور شہر ''زرنوج'' میں پیدا ہوئے ،اسی وجہ سے زرنوجی کہلائے ۔ زرنوج،خوجند کے بعد ماوراءالنہر کے قریب واقع ہے۔آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی شخصیت علم وفضل ،زہد وتقوی سے عبارت تھی۔عُلمائے احناف میں یگانہ روزگار شمار کئے جاتے تھے۔آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَيْه کو صاحب ہدایہ شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانی سے شرف تَلَمُّذ حاصل تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا وصال تقریباً 610ھ میں ہوا۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے اپنی اس کتاب میں **''ایک طالب علم کو کیسا ہونا چاہیے''** اور طلب علم میں طلبہ کو کن کن مشکلات ومصائب کا سامنا ہو سکتا ہے اور ان مشکلات ومصائب سے کس طرح براءت مل سکتی ہے ان کا بیان کیا ہے۔ طلبہ پرہیز گاری ،سلیقہ شعاری اور قناعت پسندی اور علم دین کے حصول میں ثابت قدمی کیسے حاصل کر سکتے ہیں ان امور کو بھی ذکر کیا ہے کیونکہ شروع میں جب طلبہ جامعات میں داخلہ لیتے ہیں تو بہت اچھی اچھی نیتوں اور ڈھیر سارے جذبات کے ساتھ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں مگر آہ! آہستہ آہستہ ان نیتوں اور جذبات میں شیطان طالب علم کو سستی دلانا شروع کرتا ہے جس کی وجہ سے

بعض طلبہ کوعلم دین کے حصول میں ثابت قدمی نہیں رہتی اور یوں وہ علم دین سے دوری اختیار کرنے لگتے ہیں۔مصنف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے اپنی اس کتاب میں شیطان کے ان واروں سے کس طرح نجات ملے ان باتوں کو بھی ذکر کیا ہے۔نیز آپ اس کتاب میں بے شمار نصیحتوں اور حصول علم کے سنہری اصولوں کو پائیں گے ان شآء اللّٰه عَزَّوَجَلَّ۔اس کتاب کی افادیت کے پیش نظر شیخِ طریقت،امیرِ اہلسنّت،بانئ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه ہر خاص وعام کواس کے مطالعے کی اکثر ترغیب دیتے ہیں۔

اَلْحَمْدُلِلّٰه عَزَّوَجَلَّ !مجلس المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی) نے اکابرین و بزرگانِ اہلسنت کی مایہ ناز کتب کوحَتَّی الْمَقْدُوْر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔چنانچہ اس کتاب کا ترجمہ بھی اِستفادۂ عامہ کی غرض سے پیش کیا جارہا ہے۔یہ کتاب نئی کمپوزنگ،احادیث کی حَتَّی الْمَقْدُوْر تخریج،عربی وفارسی عبارات اور اشعار کی درستی،نیز مآخذ ومراجع کی فہرست کے ساتھ مزین ہے۔"المدینة العلمیة" کے مدنی عُلماء کرام کی یہ محنت قابل ستائش ولائق تحسین ہے۔اللّٰه عَزَّوَجَلَّ ان کی یہ پیش کش قبول فرما کر جزائے جزیل عطا فرمائے،انہیں مزید ہمت اور لگن کیساتھ دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے۔

(آمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم)

شعبہ تراجِم کتب (مجلس المدینة العلمیة)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ بَنِیْ آدَمَ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِ،وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ یَنَابِیْعُ الْعُلُوْمِ وَالْحِکَم۔

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے جس نے علم وعمل کے سبب بنی آدم کو تمام عالَم پر فضیلت دی۔ درود وسلام ہو عرب وعجم کے سردار محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی آل اور اصحاب رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن پر جو کہ علم وحکمت کے سرچشمے ہیں۔

میں نے اپنے زمانے کے بہت سے طُلَبا کو دیکھا جو علم حاصل کرنے کے لئے کوشش تو کرتے ہیں لیکن مقصود تک نہیں پہنچ پاتے اور یوں وہ علم کے فوائد وثمرات سے محروم رہ جاتے ہیں۔اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ تحصیلِ علم کے طریقوں میں غلطی کر جاتے ہیں اور ان کی شرائط کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور وہ شخص جو راستہ اپنانے ہی میں غلطی کر بیٹھے وہ بھٹک جاتا ہے اور مقصود خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

پس اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استخارہ کرنے کے بعد میں نے ارادہ کیا اور مناسب سمجھا کہ میں طلبہ کے لئے تحصیلِ علم کے ان طریقوں کو بیان کروں جو مختلف کتابوں میں میری نظر سے گزرے ہیں یا جن کو میں نے اپنے قابل اساتذہ سے سنا ہے اس امید پر کہ علم کی طرف رغبت کرنے والے مخلص طلبہ میرے لئے قیامت کے دن کامیابی ونجات کی دعا کریں گے۔ چنانچہ، میں نے اس کتاب کا نام بھی ''تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم'' رکھا ہے۔یعنی ''طلبہ کو طریقۂ تعلیم سکھانا۔'' اس سلسلے میں میں نے اس کتاب کو چند فصول پر تقسیم کیا ہے۔جن کی اجمالی تفصیل درج ذیل ہے۔

{1 }......فَصْلٌ فِیْ مَاهِيَةِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَفَضْلِه

(علم وفقہ کی حقیقت اور اس کے فضائل کا بیان)

{2 }......فَصْلٌ فِی النِّیَّةِ فِیْ حَالِ التَّعَلُّم

(دورانِ تعلیم کیفیت نیت کا بیان)

{3 }......فَصْلٌ فِیْ اِخْتِیَارِ الْعِلْمِ وَالْاُسْتَاذِ وَالشَّرِیْکِ وَالثَّبَات

(علم، اساتذہ، شرکاءِ درس اور ثابت قدمی کے اختیار کرنے کا بیان)

{4 }......فَصْلٌ فِیْ تَعْظِیْمِ الْعِلْمِ وَاَهْلِه

(علم واہل علم کے احترام و تعظیم کا بیان)

{5 }......فَصْلٌ فِی الْجِدِّ وَالْمُوَاظَبَةِ وَالْهِمَّة

(محنت، مواظبت اور قوت ارادہ کا بیان)

{6 }......فَصْلٌ فِیْ بِدَایَةِ السَّبَقِ وَتَرْتِیْبِهٖ وَقَدْرِه

(سبق کو شروع کرنے کے طریقے، سبق کی ترتیب اور اس کی مقدار کا بیان)

{7 }......فَصْلٌ فِی التَّوَکُّل

(اہمیت توکل کا بیان)

{8 }......فَصْلٌ فِیْ وَقْتِ التَّحْصِیْل

(تحصیل علم کے موزوں اوقات کا بیان)

{9 }......فَصْلٌ فِی الشَّفْقَةِ وَالنَّصِیْحَة

(شفقت ونصیحت کی اہمیت وفضیلت کا بیان)

{10 }......فَصلٌ فِی الاِستِفَادَة

(طریقۂ استفادہ کا بیان)

{11 }......فَصلٌ فِی الوَرَعِ حَالَ التَّعَلُّم

(دورانِ تعلیم پرہیزگاری کا بیان)

{12 }......فَصلٌ فِی مَایُورِثُ الحِفظَ وَفِی مَایُورِثُ النِّسیَان

(قوتِ حافظہ کو بڑھانے اور نسیان پیدا کرنے والی اشیاء کا بیان)

{13 }......فَصلٌ فِی مَایَجلِبُ الرِّزقَ وَمَایَمنَعُهُ وَمَایَزِیدُ فِی العُمرِ وَمَا یَنقُص

(رزق کو حاصل کرنے اور روکنے اور اسے بڑھانے، ختم کرنے اور گھٹانے والی اشیاء کا بیان)

وَمَاتَوفِیقِی اِلَّابِاللّٰہِ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیہِ اُنِیب

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے مجھے توفیق ہے اور اسی پر بھروسہ اور اسی کی طرف توجہ۔

تعریف اور سعادت

حضرت سیِّدُنا امام عبداللہ بن عمر بیضاوی عَلَیہِ رَحمَۃُاللّٰہِ القَوِی (متوفی ۶۸۵ ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دُنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔''

(تفسیر البیضاوی، پ ۲۲، الاحزاب، تحت الایۃ: ۷۱، ج ٤، ص ۳۸۸)

علم وفقہ کی تعریف اور اس کے فضائل کا بیان

سیّدعالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ۔ یعنی: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔'' (1)

اے عزیز طالب علم! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مسلمان پر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں ہے بلکہ ایک مسلمان پر ان امور کے متعلق دینی معلومات حاصل کرنا فرض ہے جن سے اس کا واسطہ پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے تو کہا جاتا ہے: ''اَفْضَلُ الْعِلْمِ عِلْمُ الْحَالِ وَاَفْضَلُ الْعَمَلِ حِفْظُ الْحَالِ ۔ یعنی: افضل ترین علم موجودہ درپیش امور سے آگاہی حاصل کرنا ہے اور افضل ترین عمل اپنے احوال کی حفاظت کرنا ہے۔''

پس ایک مسلمان پر ان علوم کا جاننا بہت ضروری ہے جن کی ضرورت اس کو اپنی زندگی میں پڑتی ہے خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک مسلمان کے لئے پہلا فرض تو نماز ہی ہے۔ لٰہذا ہر مسلمان پر نماز کے متعلق اتنی معلومات کا جاننا فرض ہے کہ جن سے اس کا فرض ادا ہو سکے اور اتنی معلومات کا حاصل کرنا واجب ہے جن کی آگاہی سے وہ واجبات نماز کو ادا کر سکے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ وہ معلومات جو ادائیگیٔ فرض کا سبب بنیں انہیں حاصل کرنا فرض ہے اور وہ معلومات جو ادائیگیٔ واجب کا ذریعہ بنیں انہیں حاصل کرنا واجب ہے۔ اسی طرح روزے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا معاملہ ہے نیز اگر صاحبِ مال ہے تو زکوٰۃ کا بھی

(1) ......سنن ابن ماجه، كتاب المقدمة، باب فضل العلماء، الحديث: ۲۲۴، ج ۱، ص ۱۴۶۔ المقاصد الحسنة، تحت الحديث: ۶۶۰، ص ۲۸۲.

یہی ضابطہ ہے اور اگر کوئی تاجر ہے تو مسائل خرید و فروخت جاننے کے متعلق بھی یہی حکم ہے کہ اتنی معلومات کا جاننا فرض ہے جن سے فرض ادا ہو سکے اور اتنی معلومات کا حاصل کرنا واجب ہے کہ جن سے واجب ادا ہو سکے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ''آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''**زُہد**'' کے عنوان پر کوئی کتاب تصنیف کیوں نہیں فرماتے؟'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''میں تو خرید وفروخت کے مسائل سے متعلق ایک کتاب تصنیف کر چکا ہوں۔''

مطلب یہ ہے کہ زاہد وہی ہے جو تجارت کرتے وقت اپنے آپ کو مکروہات وشبہات سے بچائے اور اسی طرح تمام معاملات اور صنعت وحرفت میں مکروہات وشبہات سے بچنا ہی تو زہد ہے۔ جب ایک شخص کسی کام میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس پر اتنے علم کا حاصل کرنا فرض ہو جاتا ہے کہ جس کے ذریعے وہ اس فعل میں حرام کے اِرتکاب سے بچ سکے۔ نیز ظاہری معاملات کی طرح ہی باطنی اَحوال یعنی توکل، توبہ، خوف خدا، رضاء الٰہی وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ بندے کو مذکورہ قلبی اُمور سے بھی ہر وقت واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ لہٰذا اس پر اَحوال قلب سے متعلق معلومات کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

علم کی عظمت اور اس کا شرف کسی پر بھی مخفی نہیں کیونکہ علم ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور علم کے علاوہ دوسری خصلتیں مثلاً جرأت، شجاعت، سخاوت، قوت اور شفقت وغیرہ انسان وحیوان دونوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ علم ہی وہ صفت ہے جس کے سبب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُ نا آدم صفی اللّٰہ عَلٰی

نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو تمام فرشتوں پر فضیلت بخشی اور ملائکہ کو آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔

علم کو اس وجہ سے شرافت وعظمت حاصل ہے کہ علم تقوی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور تقوی کی وجہ سے بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہوجاتا ہے۔ اس حقیقت کو کسی نے حضرت سیِّدُنا امام محمد بن حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو مخاطب کر کے ان اشعار میں بیان کیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَھْلِہٖ ۔۔۔ وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِکُلِّ الْمَحَامِدِ

وَکُنْ مُسْتَفِیْدًا کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً ۔۔۔ مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

تَفَقَّہْ فَاِنَّ الْفِقْہَ اَفْضَلُ قَائِدٍ ۔۔۔ اِلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِدِ

ھُوَالْعِلْمُ الْھَادِیْ اِلٰی سُنَنِ الْھُدٰی ۔۔۔ ھُوَالْحِصْنُ یُنْجِیْ مِنْ جَمِیْعِ الشَّدَائِدِ

فَاِنَّ فَقِیْھًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا ۔۔۔ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدِ

ترجمہ: (۱)......علم حاصل کرو کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہے اور علم اس کے لئے فضیلت اور اس بات پر دلیل ہے کہ اہلِ علم خصال محمودہ کا مالک ہے۔

(۲)...... ہر روز علم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو اور فضل وکمال کے سمندروں میں تیرتے رہو۔

(۳)......اور فقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ ہی نیکی اور تقوی کی راہ دکھانے والا سب سے بہترین رہنما اور یہی سب سے بڑھ کر سیدھا راستہ ہے۔

(۴)......یہی وہ علم ہے کہ جو رشد وہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔ یہ وہ قلعہ ہے جو تمام مصائب سے نجات دیتا ہے۔

(۵)......بے شک ایک پرہیز گار فقیہ، شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

علم جس طرح تقوی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اسی طرح باقی اوصاف مثلاً سخاوت، بخل، بزدلی، بہادری، تکبر، عاجزی، عفّت، کنجوسی اور اسراف وغیرہ کی پہچان اور ان میں تمیز کرنے کا ذریعہ بھی علم ہی ہے۔ مذکورہ اَخلاق میں سے تکبر، بخل، بزدلی اور اسراف حرام وممنوع ہیں۔ لہٰذا ان اَشیاء کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی پر ہی ان اشیاء سے بچا جاسکتا ہے۔ پس ہر انسان پر ان اشیاء کے متعلق علم حاصل کرنا فرض ہے۔

اِمام اَجلّ حضرت سیِّدُنا شہید ناصر الدین ابوقاسم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اخلاق کے موضوع پر ایک بہت بہترین کتاب تصنیف کی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کا مطالعہ کرنا اور اس کے مضامین کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے۔ (1)

وہ اشیاء جن سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے ان کے متعلق آگاہی حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ اگر ایک شہر کے بعض افراد نے ان سے متعلق علم حاصل کرلیا تو باقی افراد سے فرض ساقط ہوجاتا ہے اور اگر پورے شہر میں سے کسی نے بھی ان سے متعلق علم حاصل نہیں کیا تو تمام شہر والے گنہگار رہوں گے۔ پس حاکمِ وقت پر واجب ہے کہ وہ شہر کے لوگوں کو ان اَشیاء سے متعلق علم حاصل کرنے کا حکم دے اور انہیں اس پر مجبور کرے۔

(1)......مصنف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی ذکر کردہ کتاب ''کتاب الاخلاق'' آج کل ناپید ہے۔ لیکن اگر کوئی تواضع، تکبر، ذلت نفس اور دیگر قلبی امور کے بارے میں آگاہی چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے اصلاحی بیانات کی کیسٹیں اور کُتُب ورَسائل سے اِستفادہ کرے جن میں اَخلاقیات پر سیر حاصل گفتگو ہے۔ نیز **حُجَّۃُ الْاِسْلَام** حضرت سیِّدُنا اِمام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کی کُتُب مثلاً ''اِحیَاءُ الْعُلُوم اور کیمیائے سعادت'' وغیرہ میں بھی ان اُمور پر تفصیلی مواد موجود ہے۔

علم کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کرنے کے لئے ایک مثال دی جاتی ہے کہ وہ علم جس سے ہر وقت واسطہ پڑتا ہے اسکی مثال غذا کی طرح ہے۔ لہٰذا جس طرح ایک انسان کے لئے غذا لازمی جز ہے اسی طرح اس علم کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور وہ علم جس سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے اسکی مثال دوا کی سی ہے کہ صرف حالت مرض ہی میں دوا کی ضرورت پڑتی ہے۔ لہٰذا چند ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے جو علم طب سے آگاہی رکھتے ہوں۔ پس اسی طرح وہ علم جس سے کبھی کبھار واسطہ پڑتا ہے اس علم کو جاننے والے چند افراد کا ہونا ضروری ہے اور علم نجوم کی مثال مرض کی طرح ہے۔ لہٰذا اس کا سیکھنا (بغیر کسی غرض صحیح کے) حرام ہے کیونکہ اس کا سیکھنا کوئی نفع و نقصان نہیں دے سکتا اس لئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قضاء و قدر سے فرار کسی صورت ممکن نہیں۔

ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور ذکر و دعا، تلاوت قرآن اور صدقہ دینے میں لگا رہے جو کہ دافع بلا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہے اور دنیا و آخرت کے لئے عافیت کا طلبگار رہے تا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بلاؤں اور آفات سے محفوظ رکھے کیونکہ یہ بات تو اظہر من الشّمس ہے کہ:

مَـنْ رُزِقَ الـدُّعَـاءَ لَـمْ يُـحْـرَمِ الْإِجَـابَة

ترجمہ: جسے دعا کی توفیق دی گئی وہ قبولیت سے ہرگز محروم نہ کیا جائے گا۔

لیکن اگر تقدیر میں کسی مصیبت کا پہنچنا لکھا ہے تو ضرور پہنچے گی۔ البتہ دعا کی برکت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس میں تخفیف فرمادے گا اور اسے صبر کی توفیق عطا فرمائے گا۔

ہاں اگر کوئی شخص اتنی مقدار میں علم نجوم کو سیکھنا چاہے کہ جس کے ذریعے قبلہ اور اوقاتِ نماز کی معرفت سے آگاہی ہو سکے تو جائز ہے۔ علم طب کا سیکھنا بھی جائز ہے کیونکہ دوسرے اسبابِ ضروریہ کی طرح یہ بھی ایک سبب ہے اور دیگر ضروری اسباب کی طرح اس کا سیکھنا بھی جائز ہے۔ خود سرکارِ دو عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے علاج و معالجہ کرنا ثابت ہے۔ حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْکَافِی کا قول ہے کہ ''سیکھنے کے قابل تو دو ہی علم ہیں: پہلا، علم فقہ، احوال دِیْنِیہ کی پہچان کے لئے اور دوسرا، علم طب، بدنِ انسانی کی پہچان کے لئے۔ ان کے علاوہ جو دوسرے علوم ہیں وہ تو مجلس کا توشہ ہیں۔''

علم کی تعریف:

أَمَّاتَفْسِیْرُ الْعِلْمِ: فَهُوَ صِفَةٌ یَتَجَلّٰی بِهَا لِمَنْ قَامَتْ هِیَ بِهِ الْمَذْکُوْرُ کَمَا هُوَ.

یعنی: علم ایک ایسی صفت ہے کہ جس میں یہ صفت پائی جائے اس پر ہر وہ چیز جسے یہ سیکھنا اور جاننا چاہتا ہے اپنی حقیقت کے مطابق عیاں ہو جائے۔

فقہ کی تعریف:

اَلْفِقْهُ: مَعْرِفَةُ دَقَائِقِ الْعِلْمِ مَعَ نَوْعِ عِلَاجٍ.

یعنی: علم کی باریکیوں کو مختلف مشقوں سے جاننے کا نام فقہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْاَکْرَم نے فقہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: اَلْفِقْهُ: مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَیْهَا. یعنی: نفس کا اپنے نفع و نقصان کو پہچاننے کا نام فقہ ہے۔ نیز فرمایا: ''تحصیلِ علم کا مقصد تو اس پر عمل کرنا ہے اور عمل دنیا

کو آخرت کے لئے ترک کر دینے کا نام ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ سے بے خبر نہ رہے اور وہ چیزیں جو اسے دنیا و آخرت میں نفع یا نقصان دے سکتی ہیں ان کے معاملہ میں ذرہ بھر غفلت نہ کرے۔ پس جو چیزیں اسے دنیا و آخرت میں فائدہ دے سکتی ہیں ان کو اپنائے اور جو چیزیں اسے دنیا و آخرت میں نقصان دے سکتی ہیں ان سے اِجتناب کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ یہ علم ہی اس پر بروزِ قیامت حجت بن جائے اور اس سبب سے اس پر عذاب میں اور زیادتی ہو جائے۔''

نَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ سُخْطِهٖ وَعِقَابِهٖ

(ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس کے غضب اور اس کی پکڑ سے پناہ طلب کرتے ہیں)

علم کے فضائل ومناقب میں بہت سی آیات واحادیثِ صحیحہ مشہورہ وارد ہیں ہم طوالت کے خوف سے ان کو ذکر کرنے سے احتراز کرتے ہیں۔

دورانِ تعلیم کیفیتِ نیت کا بیان

تحصیلِ علم کے دور میں طالبِ علم کا حصولِ علم سے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہونا چاہیے اس لیے کہ نیت تمام احوال کی اصل ہے کیونکہ حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. یعنی: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (1)

ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''كَمْ مِنْ عَمَلٍ يَتَصَوَّرُ بِصُوْرَةِ اَعْمَالِ الدُّنْيَا

......صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی......الخ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۵.

وَيَصِيرُ بِحُسْنِ النِّيَّةِ مِنْ اَعْمَالِ الْاٰخِرَةِ وَكَمْ مِنْ عَمَلٍ يَتَصَوَّرُ بِصُوْرَةِ اَعْمَالِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ يَصِيْرُ مِنْ اَعْمَالِ الدُّنْيَا بِسُوْءِ النِّيَّةِ.

یعنی: بہت سے اعمال ظاہری طور پر دنیاوی نظر آتے ہیں لیکن حسن نیت کی وجہ سے وہ اعمالِ آخرت بن جاتے ہیں اور بہت سے اعمال ظاہری طور پر آخرت کے لئے تصور کئے جاتے ہیں مگر نیت بد کی وجہ سے وہ اعمالِ دنیا میں شمار ہوتے ہیں۔''

لہٰذا طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحصیلِ علم سے رضاءِ الٰہی، آخرت کی کامیابی، خود سے اور تمام جاہلوں سے جہل کو دور کرنے، دین کو زندہ رکھنے اور اسلام کو باقی رکھنے کی نیت کرے کیونکہ اسلام کی بقا صرف علم ہی کے ساتھ ممکن ہے اور زہد وتقوی کو بھی جہالت کی حالت میں اختیار نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے استاذِ محترم صاحب ہدایہ حضرت سیِّدُنا شیخ برہان الدین عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْمُبِيْن نے ہمیں ایک شاعر کے یہ اَشعار سنائے:

فَسَادٌ كَبِيْرٌ عَالِمٌ مُتَهَتِّكٌ　　　وَاَكْبَرُ مِنْهُ جَاهِلٌ مُتَنَسِّكٌ

هُمَا فِتْنَةٌ فِي الْعَالَمِيْنَ عَظِيْمَةٌ　　　لِمَنْ بِهِمَا فِيْ دِيْنِهِ يَتَمَسَّكٌ

ترجمہ: (۱)...... بے عمل عالم ایک بہت بڑا فساد اور جاہل عبادت گزار اس سے بڑا فساد ہے۔

(۲)...... یہ دونوں اس شخص کے لئے دونوں جہاں میں بہت بڑا فتنہ ہیں جو ان کی پیروی کرے۔

نیز طالب علم کو چاہیے کہ وہ فہم وذکاوت اور صحت وتندرستی پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا رہے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور دنیا کا مال حاصل کرنے کی نیت ہرگز ہرگز نہ کرے اور نہ ہی اَربابِ اِقتدار کی نظر میں عزت ووقار حاصل کرنے کی نیت کرے۔

حضرت سیّدُ نا اِمام محمد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ ''لَوۡ کَانَ النَّاسُ کُلُّھُمۡ عَبِیۡدِیۡ لَاَعۡتَقۡتُھُمۡ وَتَبَرَّأۡتُ عَنۡ وَلَائِھِمۡ۔ یعنی: اگر دنیا کے سارے لوگ میرے غلام ہوجائیں تو میں ان سب کو آزاد کردوں اوران کی ولایت سے بری ہوجاؤں گا۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ جس شخص کو علم وعمل کی لذت حاصل ہوجائے تو پھر وہ دنیا کی لذتوں اورلوگوں کے اِعزاز واِکرام پر بالکل نظر نہیں رکھتا۔

حضرت سیّدُ نا شیخ اِمام قوام الدین حماد بن ابراہیم بن اسماعیل صفّار انصاری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی نے حضرت سیّدُ نا اِمام اعظم عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡاَکۡرَم سے منقول یہ شعر ہمیں سنایا:

مَنۡ طَلَبَ الۡعِلۡمَ لِلۡمَعَادِ   فَازَ بِفَضۡلٍ مِّنَ الرَّشَاد

فَیَالِخُسۡرَانِ طَالِبِیۡہِ   لِنَیۡلِ فَضۡلٍ مِّنَ الۡعِبَاد

ترجمہ: (۱)......جس نے آخرت کے لئے علم حاصل کیا اس نے فضل یعنی ہدایت کو پالیا۔

(۲)......لیکن گھاٹا تو اس طالب علم کے لئے ہے جو علم کو لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے طلب کرے۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ علم کو دنیاوی عزت ومنصب کے لئے حاصل نہیں کرنا چاہیے مگر جب دنیاوی منصب کو اس لئے طلب کیا کہ اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَھۡیٌ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (یعنی نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا) آسانی سے کرسکے اورحق کو نافذ کرسکے، نیز دین کی سربلندی کرسکے اور بلند منصب کی طلب میں خواہش نفس شامل نہ ہوتو پھر اس قدر منصب وجاہ حاصل کرنا جائز ہے کہ جس کے ساتھ اَمۡرٌ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَھۡیٌ عَنِ الۡمُنۡکَرِ کیا جاسکے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کے بارے میں سوچ بچار کرتا رہے اور اس میں غفلت نہ کرے کہ ایک طالب علم، علم کو بہت محنت و مشقت کرنے کے بعد حاصل کر پاتا ہے۔ لہٰذا اس علم کو فانی، قلیل اور حقیر دنیا کے حصول کے لئے ہرگز خرچ نہیں کرنا چاہیے:

هِیَ الدُّنْیَا اَقَلُّ مِنَ الْقَلِیْلِ وَعَاشِقُهَا اَذَلُّ مِنَ الذَّلِیْل

تُصِمُّ بِسِحْرِهَا قَوْمًا وَتُعْمِی فَهُمْ مُتَحَیِّرُوْنَ بِلَا دَلِیْل

ترجمہ: (۱)......دنیا آخرت کے مقابلہ میں قلیل ترین شے ہے اور اس کا چاہنے والا نہایت ہی ذلیل ہے۔

(۲)...... یہ دنیا اپنے سحر سے کسی قوم کو بہرا بنا دیتی ہے تو کسی کو اندھا وہ لوگ جو دنیا کے سحر میں مبتلا ہیں حیران و ششدر رہیں۔

لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے فائدہ اشیاء کی طمع کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ کرے اور وہ کام جو کہ علم اور اہلِ علم کے لئے بدنامی کا باعث بن سکتے ہوں ان سے بچتا رہے نیز ایک طالب علم کو متواضع ہونا چاہیے اور تواضع، تکبر و ذلتِ نفس کے درمیانی راستے کا نام ہے اور ان باتوں کی تفصیل ''کتاب الاخلاق'' میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

تواضع کے بارے میں حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام رُکن الاسلام عرف ادیب مختار عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْغَفَّار نے مجھے اپنے یہ اَشعار سنائے:

اِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِیْ وَبِهِ التَّقِیُّ اِلَی الْمَعَالِیْ یَرْتَقِیْ

وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ هُوَ جَاهِلٌ فِیْ حَالِهِ اَهُوَ السَّعِیْدُ اَمِ الشَّقِیْ

أَمْ كَيفَ يُختَمُ عُمرُهُ اَوْرُوحُهُ   يَومَ النَّوى مُتَسَفِّلٌ اَوْمُرتَقِی

وَالْكِبرِيَاءُ لِرَبِّنَا صِفَةٌ بِهِ   مَخصُوصَةٌ فَتَجَنَّبَنْهَا وَاتَّقِی

ترجمہ: (۱)......تواضع، متقی و پرہیز گار لوگوں کی ایک صفت ہے اسی کے ذریعے نیک لوگ سر بلند ہوتے ہیں۔

(۲)......اور عجیب ترین ہے وہ شخص جو تکبر کرنے کے باعث اپنے آپ کو نہیں پہچانتا آیا کہ وہ خوش بخت ہے یا کہ بد بخت۔

(۳)......اور اس بات کو بھی نہیں جانتا کہ اس کی عمر وروح کا اختتام کس حالت میں ہوگا اور یوم وصال وہ علیین میں ہوگا یا کہ سافلین میں سے۔

(۴)......کبریائی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت ہے اور اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ پس اے بندۂ خدا! تو اس چیز سے بچ اور تقوی اختیار کر۔

حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم نے فرمایا: ''عَظِّمُوا عَمَائِمَكُمْ وَوَسِّعُوا اَكْمَامَكُمْ۔ یعنی: اپنے عماموں کو بڑا اور آستینوں کو وسیع کرو۔'' آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے یہ بات اس لئے ارشاد فرمائی کہ ''کوئی شخص علم اور اہل علم کو حقیر نہ جانے۔''

طالب علم کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ حضرت سیِّدُنا امام اعظم عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَکْرَم کی ''كِتَابُ الْوَصِيَّة'' غور سے پڑھے، جو انہوں نے حضرت سیِّدُنا یونس بن خالد سمتی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی کے لئے اس وقت لکھی تھی جب وہ گھر واپس جا رہے تھے۔ يَجِدُهُ مَنْ يَطْلُبُهُ یعنی: جو اسے تلاش کرے گا وہ ضرور اسے پالے گا۔

جب میں اپنے گھر لوٹ رہا تھا تو ہمارے استاذِ محترم شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الائمہ علی بن ابوبکر رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے مجھے بھی اس وصیت کے لکھنے کا

حکم فرمایا تھا اور میں نے بھی ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے یہ وصیت لکھی تھی نیز عوام کے ساتھ معاملات کے سلسلے میں ایک مُدَرِّس اور مُفتی کے لئے بھی اس وصیت کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

علم، اَساتذہ اور شرکا کا اِنتخاب اور ثابت قدمی اِختیار کرنے کا بیان

علم کا اِنتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ تمام علوم میں سے اس علم کو حاصل کرے جو احسن العلوم ہو اور فی الحال اس علم کی دینی معاملات میں شدید ضرورت ہو۔ پھر وہ اسے سیکھے جس کی اسے بعد میں ضرورت پڑے۔ لہٰذا علمِ توحید اور معرفت خداوندی کے سیکھنے کو مقدم رکھے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کو دلیل کے ساتھ پہچانے کیونکہ مقلد کا ایمان اگرچہ ہمارے نزدیک معتبر ہے لیکن اس کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ دلائل کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو پہچانے ورنہ وہ خطا کار ٹھہرے گا اور پرانی روایات کو اختیار کرے اور نئی سے بچے کہ عُلما فرماتے ہیں: ''عَلَیْکُمْ بِالْعَتِیْقِ وَاِیَّاکُمْ وَالْمُحْدَثَاتِ. یعنی: پرانی روایات کو مضبوطی سے تھام لو اور نئی نئی روایات سے پرہیز کرو۔''

طالب علم کو چاہیے کہ وہ محض اختلافی مسائل ہی کے سیکھنے پر توجہ نہ دے جو کہ اَکابر عُلما کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہوئے کہ یہ چیز اسے فقہ سے بہت دور کر دے گی اور اس کی ساری عمر ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ دلوں میں وحشت اور عداوت کو پیدا کرے گی جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور اس کے سبب علم وفقہ

اٹھ جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ (1)

اُستاذ کا اِنتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اپنا استاذ بنائے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور عمر دراز ہو جیسا کہ حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے حضرت سیِّدُنا حماد بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کو خوب غور وفکر کے بعد اپنا استاذ منتخب کیا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا اپنے استاذ کے بارے میں فرمان ہے کہ ''ثَبَتُّ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سُلَیْمَانَ فَنَمَیْتُ۔ یعنی: میں اپنے استاذ حماد بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان کے پاس مستقل مزاجی سے پڑھتا رہا اسی وجہ سے میرا علمی مقام نشو ونما پاتا رہا۔''

حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے فرمایا کہ میں نے سمرقند کے ایک حکیم کو فرماتے سنا کہ ''ایک طالب علم جو طلب علم کے لئے بخارا جانے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے اس سلسلے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔''

اے عزیز طالب علم! جس طرح اس طالب علم نے مشورہ طلب کیا اسی طرح ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر کام میں مشورہ ضرور کیا کرے کیونکہ اللّٰہ

---

1 ......یُشِیْرُ اِلٰی مَارَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ قَبْلَ اَنْ یُرْفَعَ، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَایَدْرِیْ مَتٰی یَفْتَقِرُ اِلٰی مَاعِنْدَہٗ وَعَلَیْکُمْ بِالْعِلْمِ، وَاِیَّاکُمْ وَالتَّنَطُّعَ وَالتَّبَدُّعَ وَالتَّعَمُّقَ وَعَلَیْکُمْ بِالْعَتِیْقِ۔ یعنی: حضور نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''علم حاصل کرو قبل اس کے کہ وہ اٹھا لیا جائے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اسے کب اس کی ضرورت پڑے جو اس کے پاس ہے (لہٰذا) تم پر علم حاصل کرنا لازم ہے اور خواہشات کی پیروی کرنے اور بدعت اختیار کرنے سے بچو اور کسی کی ٹوہ میں نہ پڑو اور پرانی (دینی مسلّمہ) رِوایات کو مضبوطی سے تھام لو۔''

(کنز العمال، کتاب العلم، الباب الاول، الحدیث: ۲۸۸۶۱، ج ۱۰، ص ۷۲)

عَزَّوَجَلَّ نے پیارے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تمام امور میں مشورہ کرنے کا حکم فرمایا حالانکہ کوئی شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ ذہین وفطین نہیں ہوسکتا لیکن اسکے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام کاموں میں حتی کہ گھریلو ضروریات تک میں صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاک نہیں ہوا۔''

کہا جاتا ہے کہ ''انسان تین اقسام کے ہیں: (۱) مردِ کامل (۲) نصف مرد اور (۳) نامرد۔ پس مردِ کامل اور مکمل انسان وہ ہے جو صاحب الرائے ہے اور مشورہ بھی کرتا ہے۔ نصف مرد وہ ہے جو صاحب الرائے تو ہے لیکن مشورہ نہیں کرتا یا مشورہ کرتا ہے مگر صاحب الرائے نہیں اور نامرد وہ ہے جو نہ تو صاحب الرائے ہے اور نہ ہی مشورہ کرتا ہے۔''

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْوَلِی سے فرمایا کہ ''اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ طلب کرو جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف رکھتے ہیں۔''

اے عزیز طالب علم! علم کا طلب کرنا تو تمام امور سے افضل واعلٰی اور سخت مشکل کام ہے۔ لہٰذا اس کے متعلق مشورہ کرنا بھی نہایت ضروری ہوگا۔ اس دانا شخص نے طالب علم کو جس نے ان سے مشورہ طلب کیا تھا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ''جب تم

بخارا جاؤ تو ائمہ کے پاس آنے جانے میں جلدی نہ کرنا بلکہ خوب سوچ بچار کے ساتھ کم ازکم دو مہینے تک صورت حال دیکھ کر کسی کو اپنا استاذ بنانا کیونکہ اگر تم نے بغیر سوچے سمجھے کسی استاذ سے سبق لینا شروع کر دیا تو ہوسکتا ہے کہ کچھ دن بعد تمہیں ان کا طریقۂ تعلیم پسند نہ آئے اور تم اسے چھوڑ کر کسی اور کے پاس چلے جاؤ تو اس طرح تمہارے علم میں برکت نہیں رہے گی۔لہٰذا پہلے دو مہینے تک کسی استاذ کے منتخب کرنے کے بارے میں سوچ بچار کرلو اور اس بارے میں کسی سے مشورہ بھی کرنا کہ بعد میں ان سے اِعراض کی نوبت نہ آئے اور تمہارے علم میں بھی برکت ہو اور تم اپنے علم سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکو۔''

ثابت قدمی:

اے **عزیز طالب علم**! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ثابت قدمی تمام کاموں کی اصل ہے لیکن یہ بہت مشکل عمل ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

لِکُلِّ اِلٰی شَأْوِ الْعُلَاحَرَکَاتُ وَلٰکِنْ عَزِیْزٌفِی الرِّجَالِ ثَبَاتُ

ترجمہ: بلندیوں تک پہنچنے کی خواہش میں تو ہر انسان حرکت کرسکتا ہے لیکن لوگوں کے لئے ثابت قدمی بہت مشکل چیز ہے۔

کسی نے کہا کہ ایک گھڑی صبر کر لینا سب سے بڑی بہادری ہے۔لہٰذا ایک طالب علم کے لے ضروری ہے کہ وہ صبر واِستقلال کے ساتھ ایک استاذ کے پاس پڑھتا رہے اور اپنی کتابوں کو ثابت قدمی سے پڑھے۔کسی بھی کتاب کو ادھورا نہ چھوڑے۔جس فن کو بھی اختیار کرے اس میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور کسی دوسرے فن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ پہلے فن میں پختگی پیدا نہ

ہو جائے۔ جب طالب علم تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں مقیم ہو تو اسے چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت کے شہر سے باہر نہ جائے کیونکہ یہ تمام چیزیں تحصیلِ علم میں خلل پیدا کرتی ہیں اور طالب علم کے دل کو نہ صرف غیر ضروری چیزوں میں مشغول کر دیں گی بلکہ اوقات کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ استاذ کی اذیت کا سبب بھی بنیں گی۔ لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی چاہتوں پر عمل پیرا ہونے کے بجائے ان پر صبر کرے۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ:

اِنَّ الْهَوٰى لَهُوَ الْهَوَانُ بِعَيْنِهٖ وَصَرِيْعُ كُلِّ هَوًى صَرِيْعُ هَوَانِ

ترجمہ: خواہش نفس وہ تو بذات خود حقارت آمیز چیز ہے اور ہر وہ کہ جس پر خواہشات کا غلبہ ہو اس پر ذلت وحقارت بھی غالب ہوں گی۔

اسی طرح ایک طالب علم کو راہِ علمِ دین میں آنے والی آزمائشوں اور آفات پر بھی صبر کرنا چاہیے کسی نے کہا ہے کہ: خَزَائِنُ الْمِنَنِ عَلٰى قَنَاطِرِ الْمِحَنِ۔ یعنی: بخشش اور احسانوں کے خزانے آزمائشوں کے پل سے گزر کر ہی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

اَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ سَاُنْبِيْكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَيَانِ

ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ وَ اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَطُوْلُ زَمَانِ

ترجمہ: (١)......جان لو تم علم حاصل نہیں کر سکتے مگر چھ چیزوں کے ساتھ میں تمہیں ان تمام کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں۔

(٢)......وہ چھ چیزیں یہ ہیں: ذکاوت، حرص علم، صبر، بقدرِ کفایت مال، استاذ کی رہنمائی اور ایک طویل زمانہ۔

شریک درس کا انتخاب کرنا:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا رفیق بنائے جو سخت محنتی، پرہیزگار اور مستقیم الطبع ہو۔ کاہل وبے کار اور زیادہ بولنے والے، فسادی اور فتنہ پرور سے دور رہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

عَنِ الْمَرْءِ لَاتَسْأَلْ وَابْصِرْ قَرِيْنَه فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِي

فَاِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَةً وَاِنْ كَانَ ذَاخَيْرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِي

لَاتَصْحَبِ الْكُسْلَانَ فِيْ حَالَاتِهِ كَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ يَفْسُدُ

عَدْوَى الْبَلِيْدِ اِلَى الْجَلِيْدِ سَرِيْعَةٌ كَالْجَمْرِ يُوْضَعُ فِي الرَّمَادِ فَيَخْمِدُ

ترجمہ: (۱)......جب تو کسی کے احوال جاننا چاہے تو لوگوں سے اس کے احوال پوچھنے کے بجائے اس کے دوست کے احوال پر نظر رکھ کیونکہ ہر شخص اپنے رفیق کا پیروکار رہتا ہے۔

(۲)......پس اگر وہ برا ہو تو فوراً اس سے کنارہ کشی اختیار کر لے اور اگر اچھا ہو تو اسے رفیق بنالے تاکہ تجھے اس سے رہنمائی ملے۔

(۳)......کاہل کی صحبت مت اختیار کر کہ بہت سے نیک لوگ گمراہ لوگوں کی صحبت کی وجہ سے گمراہ ہو گئے۔

(۴)......کند ذہن کی غلط عادتیں ذہین وفطین کی ذکاوت پر بہت جلدی اثر انداز ہوتی ہیں بالکل ایسے ہی جیسے انگارے کو راکھ میں رکھ دیا جائے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنَّ اَبَوَيْهِ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ

أَوْ یُـمَجِّسَانِہٖ۔ یعنی: ہر بچہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اپنی صحبت سے اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔'' (1)

کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یار بد بدتر بود از مار بد　　حق ذات پاک اللّٰہ الصمد

یار بد آرد ترا سوی جحیم　　یار نیکو گیر تا یابی نعیم

ترجمہ: (۱)......برا دوست خطرناک سانپ سے بھی بدتر ہے حق تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی ذات ہے جو کہ بے نیاز ہے۔

(۲)......برا دوست تجھے جہنم کی طرف لے جاتا ہے نیک دوست اختیار کرتا کہ تو جنت حاصل کر لے۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے کہ:

اِنْ کُنْتَ تَبْغِی الْعِلْمَ مِنْ اَھْلِہٖ　　اَوْ شَاھِدًا یُخْبِرُ عَنْ غَائِب

فَاعْتَبِرِ الْاَرْضَ بِأَسْمَائِھَا　　وَاعْتَبِرِ الصَّاحِبَ بِالصَّاحِب

ترجمہ: (۱)......اگر تم علم کو اس کے اہل سے طلب کرنا چاہتے ہو یا کسی ایسے شاہد کی تلاش ہے جو غائب کی اطلاع دیتا ہے۔

(۲)......تو زمینوں کے حالات وہاں کے ناموں سے معلوم کرو اور کسی شخص کا حال اس کے دوست کو دیکھ کر معلوم کرو۔

❁❁❁❁❁❁❁

(1)......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماقیل فی اولاد المشرکین، الحدیث: ۱۳۸۵، ج ۱، ص ۴۶۶، بتغیرٍ قلیلٍ.

علم اور اہل علم کی تعظیم کا بیان

اے **عزیز طالب علم!** طالب علم اس وقت تک نہ تو علم حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ علم، اہلِ علم اور اپنے استاذ کی تعظیم وتوقیر نہ کرتا ہو۔ کسی نے کہا ہے کہ: ''مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّابِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّابِتَرْكِ الْحُرْمَةِ۔ یعنی: جس نے جو کچھ پایا ادب واحترام کرنے کے سبب ہی سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔''

کہا جاتا ہے کہ: ''اَلْحُرْمَةُ خَيْرٌمِّنَ الطَّاعَةِ۔ یعنی: ادب واحترام کرنا اطاعت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔''

آپ دیکھ لیجئے کہ انسان گناہ کرنے کی وجہ سے کبھی کافر نہیں ہوتا بلکہ اسے ہلکا سمجھنے کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

تعظیم اُستاذ:

اے **عزیز طالب علم!** استاذ کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم فرماتے ہیں کہ ''اَنَاعَبْدُمَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًاوَاحِدًااِنْ شَآءَ بَاعَ وَاِنْ شَآءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ اسْتَرَقَّ۔ یعنی: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے اب وہ مجھے فروخت کر دے، چاہے تو آزاد کر دے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔'' اسی بات پر میں نے یہ اشعار کہے ہیں:

رَأَيْتُ اَحَقَّ الْحَقِّ حَقَّ الْمُعَلِّمِ　　وَاَوْجَبُهُ حِفْظًاعَلٰی كُلِّ مُسْلِمِ

لَقَدْحَقَّ اَنْ يُّهْدٰى اِلَيْهِ كَرَامَةً　　لِتَعْلِيْمِ حَرْفٍ وَاحِدٍاَلْفُ دِرْهَمِ

ترجمہ: (۱)......میں استاذ کے حق کو تمام حقوق سے مقدم سمجھتا ہوں اور ہر مسلمان پر اس کی رعایت واجب مانتا ہوں۔

(۲)......حق تو یہ ہے کہ استاذ کی طرف ایک حرف سکھانے پر تعظیماً ایک ہزار درہم کا تحفہ بھیجا جائے۔

اے عزیز طالب علم! بے شک جس نے تجھے دینی ضروریات میں سے ایک حرف بھی سکھایا وہ شخص تمہارا دینی باپ ہے۔ ہمارے استاذ شیخ سدیدالدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی اپنے مشائخ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہا کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت وتکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پھر بھی اگر اس کا بیٹا عالم نہ بنا تو اس کا پوتا ضرور عالم بنے گا۔ استاذ کی عزت وتکریم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ کبھی استاذ کے آگے نہ چلے۔ نہ اس کی نشست گاہ پر بیٹھے۔ نہ تو بغیر اجازت کلام میں ابتدا اور نہ ہی بغیر اجازت استاذ کے سامنے زیادہ کلام کرے۔ جب وہ پریشان ہو تو کوئی سوال نہ کرے بلکہ وقت کا لحاظ رکھے اور نہ ہی استاذ کے دروازے کو کھٹکھٹائے بلکہ اسے چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور استاذ کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

الغرض طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت استاذ کی رضا کو پیش نظر رکھے اور اس کی ناراضی سے بچے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی والے کاموں کے علاوہ ہر معاملہ میں استاذ کے حکم کی تعمیل کرے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں جیسا کہ حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ''اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ یُذْھِبُ دِیْنَهُ لِدُنْیَا غَیْرِہٖ۔ یعنی: لوگوں میں سے بدترین شخص وہ ہے جو کسی کی دنیا سنوارتے سنوارتے اپنے دین کو برباد کرڈالے۔''

استاذ کی اولاد اور اس کے رشتہ داروں کی تعظیم وتوقیر بھی استاذ ہی کی تعظیم وتوقیر کا ایک حصہ ہے۔ ہمارے استاذ محترم صاحب ہدایہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْمُبِین نے یہ حکایت بیان کی کہ بخارا کے بلند پایہ آئمہ میں سے ایک اِمام کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ وہ علمِ دین کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ یکایک انہوں نے بار بار کھڑا ہونا شروع کردیا لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ''میرے استاذ محترم کا صاحبزادہ بچوں کے ساتھ گلی میں کھیل رہا تھا کبھی کبھی کھیلتا ہوا وہ مسجد کی طرف آنکلتا، پس جب میری نظر اُس پر پڑتی تو میں اپنے اُستاذ کی تعظیم میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجاتا۔''

حضرت سیِّدُنا اِمام فخر الدین ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی مَرْو شہر میں رئیس الائمہ کے مقام پر فائز تھے اور سلطان وقت آپ کا بے حد ادب واِحترام کیا کرتا تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے کہ ''مجھے یہ منصب اپنے اُستاذ کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے کہ میں اپنے استاذ کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کا 3 سال تک کھانا پکایا اور استاذ کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی اس میں سے کچھ نہ کھایا۔''

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا شیخ شمس الآئمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بخارا سے نکل کر ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہوگئے۔ اس عرصے میں ان کے شاگرد ملاقات اور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہتے مگر

ان کے ایک شاگرد حضرت سیِّدُ نا شیخ شمس الآئمہ زرنجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی ملاقات کے لئے حاضر نہ ہوسکے۔ جب حضرت سیِّدُ نا شیخ شمس الآئمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ ''وہ ملاقات کے لئے کیوں نہیں آئے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''عالیجاہ! دراصل میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لئے حاضر نہ ہوسکا۔'' تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ''تمہیں عمر درازی تو حاصل ہوگی مگر رونقِ درس نہ پاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ ان کا اکثر وقت دیہاتوں میں گزرا اور یہ کہیں بھی درس وتدریس کا انتظام نہ کرسکے کیونکہ جو شخص اپنے استاذ کے لئے اذیت وتکلیف کا باعث بنتا ہے وہ علم کی برکتوں سے محروم ہوجاتا ہے اور علم سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھاسکتا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِیْبَ کِلَاھُمَا اَیَنْصَحَانِ اِذَاھُمَالَمْ یُکْرَمَا

فَاصْبِرْ لِدَائِکَ اِنْ جَفَوْتَ طَبِیْبَہٗ وَاقْنَعْ بِجَھْلِکَ اِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

ترجمہ: (۱)......استاذ ہو یا طبیب دونوں ہی اس وقت تک نصیحت نہیں کرتے جب تک ان کی عزت وتکریم نہ کی جائے۔

(۲)......اگر تو طبیب سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی بیماری پر صبر کرنے کے لئے تیار ہوجا اور اگر اپنے استاذ سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی جہالت پر قناعت کر۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے لڑکے کو اِمام اللُّغَۃ اصمعی کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ایک دن ہارون الرشید نے دیکھا کہ اصمعی وضو میں اپنا پیر دھو رہے ہیں اور خلیفہ کا لڑکا پانی ڈال رہا ہے یہ دیکھ کر خلیفہ نے اصمعی سے شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے اپنے لڑکے کو آپ کے پاس اس

لئے بھیجا تھا کہ آپ اسے علم وادب سکھائیں پھر آپ نے وضو کرتے وقت اسے ایک ہاتھ سے پانی ڈالنے اور دوسرے ہاتھ سے پاؤں دھونے کا حکم کیوں نہیں دیا؟''

تعظیم کتاب:

تعظیم علم میں کتاب کی تعظیم کرنا بھی شامل ہے۔ لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ کبھی بھی بغیر طہارت کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے۔

حضرت سیّدُ نا شیخ شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ ''میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم وتکریم کرنے کے سبب حاصل کیا وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔''

شمس الائمہ حضرت سیّدُ نا امام سرخسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا پیٹ خراب ہو گیا۔ آپ کی عادت تھی کہ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے۔ پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو 17 بار وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کو وضو سے اس وجہ سے محبت تھی کہ علم نور ہے اور وضو بھی نور۔ پس وضو کرنے سے علم کی نورانیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کتابوں کی طرف پاؤں نہ کرے۔ کتب تفاسیر کو تعظیماً تمام کتب کے اوپر رکھے اور کتاب کے اوپر کوئی دوسری چیز ہرگز نہ رکھی جائے۔

ہمارے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا اِمام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن اپنے مشائخ میں سے کسی بزرگ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات کو کتاب کے اوپر ہی رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: ''بر نیابی۔ یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔''

ہمارے استاذ محترم اِمام اَجَلّ فخر الاسلام حضرت سیِّدُنا قاضی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فرمایا کرتے تھے کہ ''کتابوں پر دوات وغیرہ رکھتے وقت اگر تحقیر علم کی نیت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔''

طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی لکھائی کو عمدہ اور خوش خط بنائے بالکل باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے نہ لکھے اور بلا ضرورت حاشیہ کی جگہ ترک نہ کرے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت باریک باریک کر کے لکھ رہا تھا آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے فرمایا: ''اپنے خط کو اس قدر بے ڈھنگا بنا کر کیوں لکھ رہے ہو اگر تم زندہ رہے تو اس لکھائی کی وجہ سے ندامت اٹھاؤ گے اور اگر مر گئے تو تمہارے بعد تمہیں برا بھلا کہا جائے گا اور جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے اور تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تو تم خود اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہو گے۔''

حضرت سیِّدُنا شیخ مجد الدین سرخکی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی سے حکایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جب بھی ہم نے بے احتیاطی کے ساتھ باریک باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے لکھا تو سوائے شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ جب کبھی ہم نے طویل کلام سے صرف تھوڑا سا حصہ منتخب کر کے پیش کیا تب بھی شرمندگی اٹھانی پڑی اور جب

ہم نے کسی تحریر کا مقابلہ اصل نسخہ سے نہیں کیا ہم اس وقت بھی شرمندہ و نادم ہوئے۔''

اے عزیز طالب علم! مناسب یہ ہے کہ کتاب وغیرہ کا سائز مربع ہو کیونکہ یہ حضرت سیّدُنا اِمام اعظم عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡاَکۡرَم کا پسندیدہ سائز ہے کہ ایسی کتاب کے اٹھانے، رکھنے اور مطالعہ کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ نیز ایک طالب علم کو سرخ سیاہی کا استعمال بھی نہیں کرنا چاہیے کہ سرخ سیاہی استعمال کرنا بزرگان دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الۡمُبِیۡن کا نہیں بلکہ فلاسفہ کا طریقہ کار رہے اور ہمارے مشائخ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام میں سے بعض تو سرخ سیاہی کے استعمال کو مکروہ جانتے تھے۔

تعظیم شُرکا:

شریکِ درس اسلامی بھائیوں کی تعظیم وتکریم بھی تعظیم علم ہی کا حصہ ہے۔ یاد رہے کہ چاپلوسی اورخوشامد کرنا ایک مذموم کام ہے مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاذ اور طالب علم اسلامی بھائیوں کی خوشامد کرے تا کہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جا سکے۔

طالب علم کو چاہیے کہ وہ حکمت کی باتیں ادب و احترام کے ساتھ سنے اگرچہ وہ ایک مسئلے یا ایک کلمہ کو ہزار بار پہلے بھی سن چکا ہو۔

کسی دانا کا قول ہے کہ ''جس نے کسی علمی بات کو ہزار بار سننے کے بعد اس کی ایسی تعظیم نہیں کی جیسی تعظیم اس نے اس مسئلے کو پہلی مرتبہ سنتے وقت کی تھی تو ایسا شخص علم کا اہل نہیں۔''

اگر کوئی طالب علم کسی نئے فن کو سیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اس فن کا

اِنتخاب خود اپنی رائے سے نہ کرے بلکہ اس معاملے کو اپنے استاذ کے سپرد کردے کیونکہ ایک استاذ ان کاموں میں بہت تجربہ رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ کونسا کام کس کے لئے مناسب ہے اور اس کام کے لئے کون زیادہ لائق ہے۔

ہمارے استاذ محترم حضرت سیِّدُ ناشیخ برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِین فرمایا کرتے تھے کہ ''پہلے زمانے کے طالب علم اپنے تعلیمی امور کو اپنے اساتذہ کے سپرد کردیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اپنی مراد کو بھی پہنچ جاتے تھے اور اپنے مقاصد بھی حاصل کرلیا کرتے تھے لیکن آج کل کے طلبہ استاذ کی رہنمائی کے بغیر مراد کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسے طالب علم نہ تو اپنے مقصود تک پہنچتے ہیں اور نہ ہی انہیں علم وفقہ سے کوئی آگاہی ہوتی ہے۔''

حکایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا اِمام محمد بن اسماعیل بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور فقہ میں کتاب الصلوۃ سیکھنے لگے۔ حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد نے جب ان کی طبیعت میں فقہ میں عدم دلچسپی اور علم حدیث کی طرف رغبت دیکھی تو ان سے فرمایا: ''تم جاؤ اور علم حدیث حاصل کرو۔'' کیونکہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اندازہ لگالیا تھا کہ ان کی طبیعت علم حدیث کی طرف زیادہ مائل ہے۔ پس جب حضرت سیِّدُنا اِمام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی نے اپنے استاذ کا مشورہ قبول کیا اور علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تمام آئمہ حدیث سے سبقت لے گئے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ دورانِ سبق بلاضرورت استاذ کے بالکل قریب نہ بیٹھے بلکہ استاذ اور طالب علم کے درمیان کم از کم ایک کمان کا فاصلہ ہونا چاہیے کہ اس طرح بیٹھنے میں ادب کا پہلو غالب رہتا ہے۔

ایک طالب علم کو اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اخلاقِ ذمیمہ کی مثال معنوی طور پر کتے کی طرح ہے اور سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتًافِیْہِ کَلْبٌ اَوْصُوْرَۃٌ۔ یعنی: رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جہاں کتا یا تصویر ہو۔'' (1)

لہٰذا اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا ضروری ہے کہ انسان علم کو فرشتے ہی کے ذریعے سیکھتا ہے۔ برے اخلاق کو جاننے کے لئے ''کِتَابُ الْاَخْلَاق'' کا مطالعہ کیا جائے کہ اس مختصر سی کتاب میں اخلاق ذمیمہ کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا ایک طالب علم کو خصوصاً تکبر سے ضرور بچنا چاہیے کہ تکبر کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

اَلْعِلْمُ حَرْبٌ لِلْفَتَی الْمُتَعَالِی ... کَالسَّیْلِ حَرْبٌ لِلْمَکَانِ الْعَالِی

ترجمہ: (۱)......علم ایک متکبر جوان کے لئے دشمن ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک اونچے مکان کے لئے پانی کا سیلان دشمن ہے۔

اسی طرح ایک طالب علم کو خوب محنت کرنی چاہیے۔ چنانچہ، ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بِجِدِّیْ لَابِجِدِّ کُلِّ مَجْدِ ... فَھَلْ جَدٌّ بِلَاجِدٍّ بِمَجْدِی

فَکَمْ عَبْدٍ یَقُوْمُ مَقَامَ حُرٍّ ... وَکَمْ حُرٍّ یَقُوْمُ مَقَامَ عَبْدِ

---

1 ......صحیح مسلم، باب تحریم التصویر، الحدیث: ۲۱۰۶، ص ۱۱۶۵۔

ترجمہ:(۱)......میں بلندیوں تک اپنی محنت وکوشش سے پہنچا ہوں کسی اور کی محنت سے نہیں تو کیا اس وقت میرے لیے کوئی خوش بختی ہوتی یا ان عظمتوں میں کوئی حصہ ہوتا اگر میری محنت ان میں شامل نہ ہوتی۔

(۲)......بہت سے غلام اپنی محنت وکوشش سے آزاد لوگوں کے برابر ہوگئے اور کتنے آزاد اپنی سستی اور کاہلی کے سبب غلام بن کر رہ گئے ہیں۔

محنت، مواظبت اور قوت ارادہ کا بیان

ایک طالب کے لئے سخت محنت کرنا اور اس پر پابندی کرنا اور ثابت قدمی رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

(پ ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

اسی طرح یہ فرمایا:

یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔

(پ ۱۶، مریم: ۱۲)

مشہور مقولہ ہے کہ: ''مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَ وَلَجَّ وَلَجَ۔ یعنی: جو کسی چیز کی طلب میں محنت وکوشش کرتا رہا وہ اسے ایک دن ضرور پالے گا اور جو کسی دروازے کو کھٹکھٹائے اور مسلسل کھٹکھٹاتا ہی چلا جائے تو ایک دن وہ اس کے اندر ضرور داخل ہوجائے گا۔''

اسی طرح ایک اور دانا کا قول ہے کہ ''بِقَدرِ مَا تَتَمَنّٰی تَنَالُ مَا تَتَمَنّٰی۔ یعنی: تو جتنا کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اتنا ضرور حاصل کرے گا۔''

کہا جاتا ہے کہ ''کچھ سیکھنے اور سمجھنے کے لئے تین افراد کی کوشش و محنت کا ہونا ضروری ہے۔ وہ تین افراد یہ ہیں: (۱) طالب علم (۲) استاذ اور (۳) باپ (اگر زندہ ہو تو)۔''

حضرت سیِّدُنا شیخ سعید الدین شیرازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے ایک مرتبہ مجھے حضرت سیِّدُنا امام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی کے لکھے ہوئے یہ سبق آموز اشعار سنائے:

اَلْجِدُّ یُدْنِی کُلَّ اَمْرٍ شَاسِعٍ وَالْجِدُّ یَفْتَحُ کُلَّ بَابٍ مُغْلَقٍ

وَاَحَقُّ خَلْقِ اللّٰہِ بِالْھَمِّ امْرُؤٌ ذُوْھِمَّۃٍ یُبْلٰی بِعَیْشٍ ضَیِّقٍ

وَمِنَ الدَّلِیْلِ عَلَی الْقَضَاءِ وَحُکْمِہٖ بُؤْسُ اللَّبِیْبِ وَطِیْبُ عَیْشِ الْاَحْمَقِ

لٰکِنَّ مَنْ رُزِقَ الْحِجٰی حُرِمَ الْغِنٰی ضِدَّانِ یَفْتَرِقَانِ اَیَّ تَفَرُّقٍ

ترجمہ: (۱)......محنت وکوشش ہر بعید الحصول چیز کو قریب کر دیتی ہے، محنت وکوشش ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے۔

(۲)......مخلوق الٰہی میں حزن وغم سے دوچار اور تنگ زندگی میں وہی رہتا ہے جو محنتی اور باحوصلہ ہو۔

(۳)......عقلمند کی بدحالی اور احمق کی خوشحالی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے قضا وحکم پر دلیل ہے۔

(۴)...... جسے عقل وذکاوت دی گئی اسے عیش وعشرت سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ دوضدین کبھی بھی جمع نہیں ہوسکتیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَمَنَّيْتَ اَنْ تُمْسِی فقيهًامُنَاظِرًا بِغَيْرِغِنَاءٍ وَّالْجُنُوْنُ فُنُوْنُ

وَلَيْسَ اكْتِسَابُ الْمَالِ دُوْنَ مَشَقَّةٍ تُحَمِّلُهَافَالْعِلْمُ كَيْفَ يَكُوْنُ

ترجمہ: (۱)......اگر تو بغیر محنت ومشقت سے فقیہ اور مناظر بننا چاہتا ہے تو پھر یہ تیرا جنون ہے۔

(۲)...... جب مال مشقت کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے کمانے کے لئے مشقت اٹھاتا ہے تو پھر علم کو جو کہ اعظم الامور ہے تو بغیر محنت ومشقت کے کیسے حاصل کرسکتا ہے۔

ابوطیب کہتا ہے کہ:

وَلَمْ اَرَفِیْ عُيُوْبِ النَّاسِ عَيْبًا كَنَقْصِ الْقَادِرِيْنَ عَلَى التَّمَامِ

ترجمہ: لوگوں میں پائے جانے والے عیوب میں سے میں نے اس سے بڑا کوئی عیب نہیں دیکھا کہ باوجود قدرت ہونے کے کسی کام کو ادھورا چھوڑ دیا جائے۔

ایک طالب علم کے لئے راتوں کو بیداری بھی ایک لازمی چیز ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:

بِقَدْرِالْكَدِّتُكْسَبُ الْمَعَالِی وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَاسَهِرَاللَّيَالِی

تَرُوْمُ الْعِزَّثُمَّ تَنَامُ لَيْلًا يَغُوْصُ الْبَحْرَمَنْ طَلَبَ اللَّآلِی

عُلُوُّالْكَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِی وَعِزُّالْمَرْءِ فِیْ سَهَرِاللَّيَالِی

وَمَنْ رَامَ الْعُلَامِنْ غَيْرِكَدٍّ اَضَاعَ الْعُمْرَفِیْ طَلَبِ الْمَحَالِ

تَرَكْتُ النَّوْمَ رَبِّیْ فِی اللَّيَالِی لِاَجْلِ رِضَاكَ يَامَولَی الْمَوَالِی

فَوَفِّقْنِیْ اِلٰی تَحْصِيْلِ عِلْمٍ وَبَلِّغْنِیْ اِلٰی اَقْصَی الْمَعَالِی

ترجمہ :(۱)......تم اپنی محنت ولگن کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔

(۲)......تو عزت کا طلبگار ہے اور پھر رات کو سو بھی جاتا ہے ارے غافل موتی حاصل کرنے کے لئے پہلے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔

(۳)......رفعت وبرتری کے لئے مضبوط ارادوں کی ضرورت ہے اور بندے کو عزت کا مقام حاصل کرنے کے لئے اپنی راتوں کو بے خواب بنانا پڑتا ہے۔

(۴)......جو بغیر محنت ومشقت کے بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے ایسا شخص اپنی عمر کو ایک محال کام کے لئے ضائع کر رہا ہے۔

(۵)......اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری رضا کی خاطر میں نے راتوں میں سونا ترک کر دیا ہے۔

(۶)......پس مجھے تحصیل علم کی توفیق عطا فرما اور مجھے علم وکمال کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز فرما۔

ایک دانا کا قول ہے کہ ''اِتَّخِذِ اللَّيْلَ جَمَلًا تُدْرِكْ بِهٖ اَمَلًا۔ یعنی: ساری ساری رات کام میں مصروف رہا کرو مقصود کو جلد پالو گے۔''

اے عزیز طالب علم! خود مجھے بھی اس موضوع پر یہ نظم لکھنے کا اتفاق ہوا ہے:

مَنْ شَاءَ اَنْ يَحْتَوِى آمَالَهُ جُمَلًا　　فَلْيَتَّخِذْ لَيْلَهُ فِى دَرْكِهَا جَمَلًا

اَقْلِلْ طَعَامَكَ كَىْ تَحْظَى بِهٖ ثَمَرًا　　اِنْ شِئْتَ يَاصَاحِبِىْ اَنْ تَبْلُغَ الْكَمَلًا

ترجمہ:(۱)......جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں اسے چاہیے کہ ان خواہشات کی تحصیل کے لئے رات بھر اپنے کام میں مصروف رہے۔

(۲)......اے میرے دوست! اگر تو فضل وکمال کی منزل تک پہنچنا چاہتا ہے تو اپنے کھانے کو کم کرتا کہ تو فوائد وثمرات میں حصہ پا سکے۔

کسی دانا کا قول ہے کہ ''مَنْ اَسْھَرَ نَفْسَهٗ بِاللَّیْلِ فَقَدْ فَرِحَ قَلْبُهٗ بِالنَّھَارِ۔ یعنی: جوراتوں کو جاگتا ہے اس کا دن مسرت وخوشی سے گزرتا ہے۔''

اے **عزیز طالب علم!** علم کے لئے رات کے اول حصے اور آخری حصے میں مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت اور سحری کا وقت دونوں بہت ہی مبارک اوقات ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے:

یَاطَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا وَجَنِّبِ النَّوْمَ وَاتْرُکِ الشِّبَعَا

دَاوِمْ عَلَی الدَّرْسِ لَاتُفَارِقْهُ فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

ترجمہ: (۱)......اے عزیز طالب علم! تقوی اور پرہیز گاری کو لازم پکڑ، نیند سے کنارہ کر اور شکم سیر ہونا چھوڑ دے۔

(۲)......درس وتکرار پر مداومت اختیار کر کبھی اس میں ناغہ مت کرنا کہ علم کا پودا درس وتکرار ہی سے کھڑا رہتا ہے اور مزید پھلتا پھولتا رہتا ہے۔

الغرض ایک طالب علم کو آغاز جوانی اور نوعمری سے فائدہ اٹھانا چاہیے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بِقَدْرِ الْکَدِّ تُعْطٰی مَاتَرُوْمُ فَمَنْ رَامَ الْمُنٰی لَیْلًا یَقُوْمُ

وَاَیَّامَ الْحَدَاثَةِ فَاغْتَنِمْھَا اَلَااِنَّ الْحَدَاثَةَ لَا تَدُوْمُ

ترجمہ: (۱)......تو اپنی تمناؤں کو بقدر محنت ہی حاصل کرسکتا ہے جو ڈھیروں مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہیے کہ راتوں کو قیام کرے۔

(۲)......زندگی کے یہ دن تو عارضی ہیں انہیں غنیمت جان کر ان سے فائدہ اٹھالو کیونکہ عارضی چیز ہمیشہ نہیں رہتی۔

طالب علم کو چاہیے کہ اپنے آپ کو زیادہ محنت ومشقت میں بھی نہ ڈالے اور اپنی جان پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالے کہ بندہ عمل کرنے سے لاچار ہوجائے بلکہ اس معاملہ میں نرمی سے کام لے کہ نرمی تمام اشیاء کی اصل ہے۔

میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اَلَآاِنَّ ھٰذَاالدِّیْنَ مَتِیْنٌ فَاَوْغِلْ فِیْہِ بِرِفْقٍ وَّلَا تُبَغِّضْ اِلٰی نَفْسِکَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنَّ الْمُنْبَتَّ لَااَرْضًاقَطَعَ وَلَاظَھْرًااَبْقٰی۔

یعنی: خبردار یہ دین مضبوط ہے اس میں نرمی سے چلواور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو اپنے اوپر بوجھ مت بناؤ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص اپنی سواری پر خوب سامان لادے اور اس پر اتنا ظلم کرے کہ وہ لاغر ہوجائے اور یوں یہ شخص اپنے قافلے سے بچھڑ جائے کہ اب یہ قافلے سے بچھڑنے والا نہ تو زمین چیر سکتا ہے اور نہ اپنے جانور کو زمین پر زندہ رکھ سکتا ہے۔ یوں یہ شخص منزل مقصود پر پہنچنے کے بجائے راہ ہی میں بھٹک جاتا ہے۔'' (1)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِقلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''نَفْسُکَ مَطِیَّتُکَ فَارْفُقْ بِھَا۔ یعنی: تیرا نفس تیری سواری ہے پس اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔''

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے لئے پختہ اور مضبوط ارادوں کی بہت سخت ضرورت ہوتی ہے کہ جس طرح ایک چڑیا اپنے پروں کی مدد سے ہی فضا میں اڑسکتی ہے بالکل اسی طرح ایک انسان کو بلند پرواز کے لئے بلند ہمتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

...... کنزالعمال، کتاب الاخلاق، باب الاقتصاد والرفق فی الاعمال، الحدیث: ٥٣٧٤، ج٣، ص٢٠.

ابوطیب کہتا ہے:

عَلٰی قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَأْتِی الْعَزَائِمُ وَتَـأْتِـی عَـلٰی قَدْرِ الْکِرَامِ الْمَکَارِمُ

وَتَـعْـظُمُ فِیْ عَیْنِ الصَّغِیْرِ صِغَارُھَا وَتَـصْـغُـرُ فِیْ عَیْنِ الْعَظِیْمِ الْعَظَائِمُ

ترجمہ: (۱)...... ہر بندہ اپنے ارادے کے مطابق ہی بڑے بڑے امور تک پہنچتا ہے جس میں جتنی بزرگی ہوگی وہ اسی قدر بلند مرتبہ کو پہنچے گا۔

(۲)...... چھوٹے چھوٹے کم ہمت افراد کو چھوٹے چھوٹے کام بھی بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں اور باہمت افراد کی نظر میں بڑے سے بڑا کام کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

اے عزیز طالب علم! ہر کام کے حاصل کرنے کے لئے بلند ہمت اور سخت محنت بنیادی چیز ہے پس اگر کوئی شخص حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی تمام کتابوں کو یاد کرنے کی ہمت رکھتا ہو اور سخت محنت اور مستقل مزاجی بھی اس کا ساتھ دے تو یہ ایک یقینی امر ہے کہ اگر وہ حرف بحرف یاد نہ کرسکا تو ان کا اکثر یا کم از کم نصف تو یاد کرہی لے گا۔ اس کے بخلاف اگر کوئی ارادے تو بڑے بڑے رکھتا ہے لیکن اپنے ارادوں کی تکمیل کے لئے محنت بالکل نہ کرتا ہو یا محنت تو کرتا ہو لیکن اس کے سامنے مقصد کوئی نہ ہو تو یہ دونوں افراد سوائے تھوڑا سا علم حاصل کرنے کے مزید کچھ حاصل نہیں کرسکیں گے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ رضی الدین نیشا پوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی کتاب "مَکَارِمُ الْاَخْلَاق" میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ذوالقرنین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے مشرق سے لے کر مغرب تک اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے سفر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ، انہوں نے حکماء سے مشورہ کیا کہ اس سلسلے میں مجھے

کیا کرنا چاہیے اور کہا کہ ''میں سمجھتا ہوں کہ میں خواہ مخواہ اس تھوڑی سی مملکت کے لئے سفر کروں کیونکہ یہ دنیا تو قلیل، فانی اور حقیر شے ہے اس دنیا کو حاصل کر لینا نہ تو کوئی بھاری کام ہے اور نہ ہی یہ حصول بلند پایا امور میں سے ہے۔'' پس حکماء نے مشورہ دیا کہ '' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو اِعلاءِ کلمۂ حق کے لئے یہ سفر ضرور اختیار کرنا چاہیے کہ اس طرح آپ کو دنیا و آخرت دونوں میں حصہ نصیب ہوگا۔'' یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''یہ تجویز واقعی احسن ہے۔''

تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نُبوت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ مَعَالِی الْاُمُوْرِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَھَا. یعنی: اللہ عَزَّوَجَلَّ بلند پایہ کاموں کو پسند کرتا ہے اور حقیر و ردی کاموں کو ناپسند فرماتا ہے۔'' (1)

ایک شاعر کہتا ہے کہ:

فَلَا تَعْجَلْ بِاَمْرِکَ وَاسْتَدِمْہُ　　فَمَاصَلّٰی عَصَاکَ کَمُسْتَدِیْم

ترجمہ: تم اپنے کام میں عجلت نہ کرو بس اس کے حصول کے لئے مداومت برتو کیونکہ پابندی اور استمرار ہی سے لاٹھی کی کجی دور ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم نے حضرت سیِّدُنا اِمام ابویوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے فرمایا کہ ''تم تو بہت کند ذہن تھے مگر تمہاری کوشش اور مداومت نے تمہیں آگے بڑھایا۔ لہٰذا ہمیشہ سستی سے بچتے رہنا کہ سستی بہت بڑی آفت اور منحوس چیز ہے۔''

حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام ابونصر صفار انصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی اپنے شعر میں

(1)......المعجم الکبیر، الحدیث: ٢٨٩٤، ج٣، ص ١٣١.

کچھ یوں فرماتے ہیں:

یَانَفُسِ یَانَفُسِ لَاتُرخِیُ عَنِ الُعَمَلِ فِی الُبِرِّوَالُعَدُلِ وَالُاِحُسَانِ فِیُ مَهَلِ

لِکُلِّ ذِیُ عَمَلٍ فِی الُخَیرِ مُغُتَبِطٌ وَفِیُ بَلَاءٍ وَّشُؤْمٍ کُلُّ ذِیُ کَسَلِ

ترجمہ:(۱)......اے نفس! فرصت کے وقت عمل کے معاملے میں سستی نہ کر خواہ نیکی ہو عدل ہو یا احسان۔

(۲)......ہر اچھا کام کرنے والے پر رشک کیا جاتا ہے جبکہ سست لوگ بلاؤں اور نحوستوں میں گھرے رہتے ہیں۔

مجھے بھی اس سلسلے میں چند اشعار کہنے کا اتفاق ہوا ہے:

دَعِی نَفُسِی التَّکَاسُلَ وَالتَّوَانِی وَاِلَّا فَاثُبُتِیُ فِیُ ذِی الُهَوَانِ

فَلَمُ اَرَ لِلُکُسَالَی الُحَظَّ یُعُطِی سِوَی نَدَمٍ وَحِرُمَانِ الُاَمَانِ

ترجمہ:(۱)......اے میرے نفس! سستی اور کاہلی چھوڑ دے ورنہ رسوائی ہی تیرا مقدر ہوگی۔

(۲)......میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ کاہلوں کو کچھ ملا ہو سوائے ذلت و رسوائی اور محرومی امان کے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

کَمُ مِنُ حَیَاءٍ وَّکَمُ عَجُزٍوَّکَمُ نَدَمٍ جَمٍّ تَوَلَّدَلِلُاِنُسَانِ مِنُ کَسَلِ

اِیَّاکَ عَنُ کَسَلٍ فِی الُبَحُثِ عَنُ شُبَهٍ فَمَاعَلِمُتَ وَمَاقَدُشَذَّعَنُ کَسَلِ

ترجمہ:(۱)......شرمندگی، عجز پن اور ندامت جیسی بہت سی خامیاں انسان کو اپنی سستی کی بدولت ملتی ہیں۔

(۲)......ازالۂ شبہ کے لئے بحث ومباحثہ کرنے میں سستی سے کام مت لو پس جو تجھے معلوم ہو سکے فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اور جو بات تیری فہم سے دور ہو تو اسے اہل علم سے پوچھ لو۔

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِین فرماتے ہیں کہ ''علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر نہ کرنے سے سستی وکاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ محنت وکوشش اور مواظبت کے ساتھ ساتھ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر کرتا رہے کہ معلومات کا باقی رہنا ہی علم کی بقاء ہے۔''

اے عزیز طالب علم ! مال تو فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں:

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا　　　لَنَا عِلْمٌ وَّلِلْاَعْدَاءِ مَالُ

فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ　　　وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَایَزَالُ

ترجمہ: (۱)......ہم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور دشمنوں کے حصہ میں مال۔

(۲)......کیونکہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا جبکہ علم ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

مال کے مقابلے میں علم نافع کے ذریعے بندے کو نیک نامی حاصل ہوتی ہے اور یہ نیک نامی اس کی موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے اور یہ ہی حیات ابدی ہے۔

مفتی الائمہ حضرت سیِّدُنا شیخ ظہیر الدین حسن بن علی عرف مرغینانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں:

اَلْجَاهِلُوْنَ فَمَوْتٰی قَبْلَ مَوْتِهِمْ　　　وَالْعَالِمُوْنَ وَاِنْ مَاتُوْا فَاَحْیَاءُ

ترجمہ: جہلا مرنے سے پہلے بھی گویا مردے ہیں جبکہ عُلما اگرچہ دنیا سے تشریف لے جائیں وہ ذکرِ خیر کے سبب زندہ رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:

وَفِی الْجَھْلِ قَبْلَ الْمَوْتِ مَوْتٌ لِاَھْلِہٖ   فَاَجْسَامُھُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرُ

وَاِنَّ امْرَأً لَمْ یَحْیَ بِالْعِلْمِ مَیِّتٌ   وَلَیْسَ لَہٗ حِیْنَ النُّشُوْرِ نُشُوْرُ

ترجمہ: (۱)......حالتِ جہالت موت آنے سے قبل ہی جاہلوں کے لئے موت ہے اور ان کے اجسام قبروں میں جانے سے پہلے ہی مثلِ قبر ہیں۔

(۲)......ایسا شخص جس کی وابستگی علم کے ساتھ نہ ہو وہ میت کی طرح ہے اور بروزِ قیامت (جو کہ اہلِ علم کے لئے انعام واکرام کا دن ہے) ایسے شخص کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اَخُو الْعِلْمِ حَیٌّ خَالِدٌ بَعْدَ مَوْتِہٖ   وَاَوْصَالُہٗ تَحْتَ التُّرَابِ رَمِیْمُ

وَذُو الْجَھْلِ مَیِّتٌ وَّھُوَ یَمْشِیْ عَلَی الثَّرٰی   یُظَنُّ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَھُوَ عَدِیْمُ

ترجمہ: (۱)......علم سے وابستہ ہر فرد زندہ رہنے والا ہے اور اپنی موت کے بعد بھی وہ ہمیشہ زندہ رہے گا اگرچہ اس کی ہڈیاں بظاہر مٹی تلے فنا ہو جائیں۔

(۲)......ایک جاہل زمین پر چلتے پھرتے بھی مردہ ہے وہ زندوں میں شمار ہونے کے باوجود معدوم ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

حَیَاۃُ الْقَلْبِ عِلْمٌ فَاغْتَنِمْہُ   وَمَوْتُ الْقَلْبِ جَھْلٌ فَاجْتَنِبْہُ

ترجمہ: حیات قلب تو علم ہی پر منحصر ہے لہٰذا علم کو حاصل کر۔ جہالت موت قلب ہے لہٰذا اس سے اجتناب کر۔

شیخ الاسلام حضرت سیّدُ نا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرماتے ہیں:

ذَاالْعِلْمِ اَعْلٰی رُتْبَةً فِی الْمَرَاتِبِ   وَمَنْ دُوْنِہٖ عِزُّ الْعُلٰی فِی الْمَوَاکِبِ

فَذُو الْعِلْمِ یَبْقٰی عِزُّہٗ مُتَضَاعِفًا   وَذُوالْجَھْلِ بَعْدَالْمَوْتِ تَحْتَ التَّیَارِبِ

فَھَیْھَاتَ لَایَرْجُوْمَدَاہُ مَنِ ارْتَقٰی   رُقِیَّ وَلِیِّ الْمُلْکِ وَالِی الْکَتَائِبِ

سَاُمْلِیْ عَلَیْکُمْ بَعْضَ مَافِیْہِ فَاسْمَعُوْا   فَبِیْ حَصْرٌ عَنْ ذِکْرِ کُلِّ الْمَنَاقِبِ

ھُوَالنُّوْرُ کُلُّ النُّوْرِیَھْدِیْ عَنِ الْعَمٰی   وَذُوالْجَھْلِ مَرَّالدَّھْرِ بَیْنَ الْغَیَاھِبِ

ھُوَالذِّرْوَةُالشَّمَّاءُ تَحْمِیْ مَنِ الْتَجَا   اِلَیْھَاوَیَمْشِیْ آمِنًافِی النَّوَائِبِ

بِہٖ یَنْتَجِیْ وَالنَّاسُ فِیْ غَفَلَاتِھِمْ   بِہٖ یَرْتَجِیْ وَالرُّوْحُ بَیْنَ التَّرَائِبِ

بِہٖ یَشْفَعُ الْاِنْسَانُ مَنْ رَاحَ عَاصِیًا   اِلٰی دَرْکِ النِّیْرَانِ شَرِّالْعَوَاقِبِ

فَمَنْ رَامَہٗ رَامَ الْمَآرِبَ کُلَّھَا   وَمَنْ حَازَہٗ قَدْ حَازَ کُلَّ الْمَطَالِبِ

ھُوَ الْمَنْصَبُ الْعَالِیْ فَیَاصَاحِبَ الْحِجَا   اِذَانِلْتَہٗ ھَوِّنْ بِفَوْتِ الْمَنَاصِبِ

فَاِنْ فَاتَکَ الدُّنْیَاوَطِیْبُ نَعِیْمِھَا   فَغَمِّضْ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَیْرُ الْمَوَاھِبِ

ترجمہ: (۱)......اہل علم کا رتبہ تمام مراتب میں ارفع واعلیٰ ہے۔اس کے علاوہ دیگر مراتب ریاست یاکسی جماعت کی سرداری کی طرح عارضی ہیں۔

(۲)......اہل علم کی عزت وشہرت موت کے بعد بھی بڑھتی رہتی ہے جبکہ جاہل کی شان وشوکت موت کے بعد خاک میں دفن ہوکر فنا ہوجاتی ہے۔

(۳)......ہرگز عظمت علم کی انتہا کو وہ شخص جوملک کا حکمران اورقائدلشکر بھی ہو نہ پہنچ سکے گا۔

(۴)......میں تمہیں علم کے چند فضائل لکھواتا ہوں لہٰذا انہیں غور سے سنو کہ علم کے تمام فضائل ومناقب بیان کرنے سے میں عاجز وقاصر ہوں۔

(۵)......علم تو ایک نور ہے اور ہر نور اندھیروں میں راہ دکھاتا ہے جبکہ جاہل عمر بھر جہالت کے اندھیروں میں رہتا ہے۔

(۶)......علم ایک ایسی بلند پایہ چوٹی ہے جو ہر اس شخص کو پناہ دیتی ہے جو اس سے پناہ طلب کرے۔علم سے متصف شخص ہر قسم کے حادثات وخطرات میں بے خوف وخطر پھرتا رہتا ہے۔

(۷)......جب لوگ غفلت میں پڑے ہوتے ہیں تو بندہ علم کے ذریعے ہی نجات حاصل کرتا ہے۔حالت نزع میں جبکہ روح سینے کی ہڈیوں تک آپہنچتی ہے بندہ علم کی بدولت مغفرت کی امید رکھتا ہے۔

(۸)......علم ہی کی بدولت انسان ایسے گنہگار کی شفاعت کرے گا جو گناہ کرتے ہوئے دنیا سے گیا اور جہنم کے نچلے طبقے اور برے انجام تک پہنچ چکا ہو۔

(۹)......جس نے علم کو طلب کیا گویا اس نے تمام تر اَغراض ومقاصد کو طلب کرلیا پس جس نے علم کو جمع کیا تو گویا اس نے تمام مطالب ومقاصد کو جمع کرلیا۔

(۱۰)......اے صاحب عقل!علم تو ایک بلند پایہ منصب ہے جب تو اس منصب کو پالے گا تو کسی اور منصب کے نہ پانے کا غم نہ ہوگا۔

(۱۱)......اگر دنیا اور اس کی آسائشیں تجھ سے چھوٹ جائیں تو کوئی بات نہیں ان سے آنکھیں پھیر لے کہ تیرے پاس علم ہے جو کہ تمام نعمتوں میں بہترین ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اِذَامَا اعْتَزَّ ذُوْعِلْمٍ بِعِلْمٍ فَعِلْمُ الْفِقْهِ اَوْلٰى بِاِعْتِزَازِ

فَكَمْ طِيْبٍ يَفُوحُ وَلَا كَمِسْكٍ   وَكَمْ طَيْرٍ يَطِيْرُ وَلَا كَبَازِى

ترجمہ: (۱)......جب اہل علم کسی علم کے ذریعے عزت حاصل کریں تو پھر علم فقہ بہترین سامان عزت ہے۔

(۲)......یوں تو ساری خوشبوئیں مہکتی ہیں مگر مشک کی طرح کوئی خوشبو نہیں مہک سکتی۔ اڑتے تو سارے ہی پرندے ہیں مگر باز کی طرح کوئی اور نہیں اڑتا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اَلْفِقْهُ اَنْفَسُ شَیْءٍ اَنْتَ دَاخِرُهٗ   مَنْ يَدْرُسُ الْعِلْمَ لَمْ تَدْرُسْ مَفَاخِرُهٗ

فَاكْسِبْ لِنَفْسِكَ مَااَصْبَحْتَ تَجْهَلُهٗ   فَأَوَّلُ الْعِلْمِ اِقْبَالٌ وَآخِرُهٗ

ترجمہ: (۱)......علم بڑی نفیس چیز ہے اسے تم جمع کرلو کیونکہ جو علم حاصل کرلیتا ہے اس کے مفاخر اور اسباب شرافت مٹتے نہیں۔

(۲)......جب تم کسی چیز کے متعلق نہ جانتے ہو تو اپنے لئے اس کی معلومات ضرور حاصل کرو بے شک علم کا اول وآخر سعادت ہی سعادت ہے۔

لذت علم پر جو کچھ لکھا گیا ایک عاقل کو تحصیل علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے کافی ہے۔

بلغم کم کرنے کے اَسباب

﴿1﴾......فاضل رطوبتیں اور بلغم انسان کے اندر سستی پیدا کرتی ہیں اور تقلیل طعام بلغم کو کم کرنے کا مجرب نسخہ ہے۔ایک قول کے مطابق 70 انبیاء کرام عَلَیۡهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس بات پر متفق ہیں کہ کثرت نسیان کثرت بلغم سے پیدا ہوتا ہے اور کثرت

بلغم زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور پانی کے بکثرت پیئے جانے کی وجہ کثرت طعام ہے۔

﴿2﴾...... سوکھی روٹی کھانے سے بھی بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے۔

﴿3﴾...... نہار منہ کشمش کھانا بھی بلغم کو کم کرنے کے لئے مفید چیز ہے۔

﴿4﴾...... مسواک کرنا بھی بلغم کو دور کرتا، حافظہ اور فصاحت کو بڑھاتا ہے۔ کیونکہ مسواک کرنا بہت ہی پیاری سنت ہے اور اس سے نماز وتلاوت قرآن کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔

﴿5﴾...... قے بھی فاضل رطوبات اور بلغم میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

جو شخص کم کھانے کی عادت بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کم کھانے کے فوائد پیش نظر رکھے۔ صحت مند رہنا، عفت سے متصف ہونا اور ایثار کے مواقعوں کا میسر آنا کم کھانے کے فوائد میں سے چند ایک ہیں۔

فَعَارٌ ثُمَّ عَارٌ ثُمَّ عَارٌ　　شَقَاءُ الْمَرْءِ مِنْ اَجَلِ الطَّعَامِ

ترجمہ: شرم! شرم! شرم! بندہ کی بدبختی صرف کھانے کی وجہ سے ہے۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لَوْ لاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ثَلَاثَۃُ نَفَرٍ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ اَلْاَکُوْلُ وَالْبَخِیْلُ وَالْمُتَکَبِّرُ۔ یعنی: تین افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ مزید گناہوں کا ارتکاب نہ بھی کریں تو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو پسند نہیں فرماتا: (۱) زیادہ کھانے والا (۲) بخیل اور (۳) متکبر۔''

بندے کو کم کھانے کے فوائد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ کھانے کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ ان نقصانات میں مختلف امراض کا سامنا اور طبیعت

کا بوجھل پن قابل ذکر ہیں۔ کہا جاتا ہے: ''اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ. یعنی: پیٹ بھر کر کھانا حاضر دماغی کو کم کر دیتا ہے۔''

حکیم جالینوس سے حکایت ہے انہوں نے کہا کہ ''انار میں کثیر منافع ہیں جبکہ مچھلی میں بہت زیادہ نقصانات ہیں مگر تھوڑی سی مچھلی کھالینا ڈھیروں انار کھانے سے بہتر ہے۔''

نیز زیادہ کھانے کے نقصانات میں سے ایک بڑی خرابی اِتلافِ مال ہے اور شکم سیری کے باوجود کھانا تو سراسر نقصان کا باعث ہے اور ایسا بندہ آخرت میں عِقاب ہی کا مستحق ہے۔ نیز زیادہ کھانے والا لوگوں میں ناپسند کیا جاتا ہے۔

کھانے میں کمی کرنے کے لئے یہ باتیں قابل ذکر ہیں کہ چربی دار اور روغنی اشیاء کا استعمال رکھا جائے۔ لذیذ و نفیس کھانوں کو پہلے کھایا جائے۔ بھوکے آدمی کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ جب زیادہ کھانا کسی غرض صحیح کے لیے ہو تو زیادہ کھانے میں کوئی حرج بھی نہیں مثلاً بندہ زیادہ کھا کر اتنی قوت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ نماز، روزہ اور اعمال شاقہ کو احسن طریقے سے ادا کر سکے تو یقیناً زیادہ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

سبق کو شروع کرنے کے طریقے، سبق کی ترتیب اور اس کی مقدار کا بیان

استاذ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن سبق بدھ ہی کے روز شروع فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر ایک حدیث روایت کر کے اس پر استدلال فرمایا کرتے تھے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَامِنْ شَیْءٍ بُدِیَٔ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اِلَّا وَقَدْتَمَّ. یعنی: کوئی ایسا عمل نہیں جس کی ابتدا بدھ سے ہوئی ہو اور وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا ہو۔'' (1)

سبق شروع کرنے کا یہی طرزِ عمل حضرت سیِّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کا تھا اور آپ اس حدیث کو اپنے اُستاذ حضرت سیِّدُنا شیخ قوام الدین احمد بن عبدالرشید عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمَجِیْد سے روایت کرتے ہیں اور میں نے چند باوثوق لوگوں سے سنا ہے کہ حضرت سیِّدُنا شیخ ابو یوسف ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی ہر نیک کام کو بدھ کے روز پر موقوف کر دیا کرتے تھے۔ بدھ کو کچھ خصوصیت یوں بھی حاصل ہے کہ بدھ کا دن وہ دن ہے جس دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے نور کو پیدا فرمایا اور یوں یہ دن کفار کے حق میں منحوس اور مومنین کے حق میں مبارک ثابت ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا اِمامِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم حضرت سیِّدُنا شیخ قاضی عمر بن ابوبکر زرنجی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی طلبہ کے لئے سبق کی مقدار اتنی ہو کہ جسے بآسانی دو مرتبہ اعادہ کرنے سے یاد کر سکیں۔ اسی

...... کشف الخفاء، الحدیث: ۲۱۸۹، ج ۲، ص ۱۶۳.

طرح درجہ بدرجہ ہر روز ایک کلمہ کا اضافہ کرتا رہے یہاں تک کہ اگر سبق طویل اور زیادہ ہو جائے تو دو مرتبہ اعادہ سے یاد ہو سکے۔ بہر حال سبق آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ بڑھاتا چلا جائے۔ بصورت دیگر اگر ابتدا ہی میں سبق زیادہ کر لیا اور اسے سمجھانے کے لئے اس سبق کو دس مرتبہ دہرانا پڑا تو پھر آخر تک وہ اس کا عادی ہو جائے گا اور یہ عادت پھر آسانی سے نہیں چھوٹے گی۔ کہا جاتا ہے کہ ''اَلسَّبْقُ حَرْفٌ وَالتَّکْرَارُ اَلْفٌ۔ یعنی: سبق ایک حرف ہو اور تکرار ایک ہزار بار ہونی چاہیے۔''

طالب علم کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ سبق کی ابتدا اس چیز سے کرے جو اس کی فہم کے قریب تر ہو۔

حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام شرف الدین عقیلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرمایا کرتے تھے کہ ''میرے نزدیک درست یہی ہے جو ہمارے مشائخ کرتے تھے کہ وہ ابتدائی طالب کے لئے مبسوط کتب سے اخذ کردہ مختصر مواد کا انتخاب فرماتے تھے کیونکہ یہ مواد سمجھنے اور یاد کرنے کے لئے زیادہ موزوں رہتا ہے اور یہ طریقہ پریشانی سے بچانے والا ہے اور زیادہ تر لوگوں میں یہی رائج ہے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ استاذ سے سبق حاصل کرے اور بار بار اعادہ کرنے کے بعد اس کو لکھ کر قید کر لے کہ اس طرح کرنا بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔

طالب علم کو کوئی بھی ایسی چیز نہیں لکھنی چاہیے جو اس نے سمجھی نہ ہو کیونکہ اس طرح لکھ لینا طبیعت کی پریشانی اور ذہانت کو کھو دینے اور ضیاع وقت کا موجب ہوگا۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے استاذ ہی سے سبق سمجھنے کی کوشش

کرے یا خوب غوروفکر اور کثرت تکرار سے سبق کو سمجھنے کی کوشش کرے جب سبق کم ہوگا اور تکرار وتامل زیادہ ہوگا تو سبق سے متعلق فہم وادراک بھی اچھی طرح حاصل ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ "حِفْظُ حَرْفَيْنِ خَيْرٌ مِّنْ سَمَاعِ وِقْرَيْنِ وَفَهْمُ حَرْفَيْنِ خَيْرٌ مِّنْ حِفْظِ وِقْرَيْنِ۔ یعنی: دو ذخیرے کتابوں کے سن لینے سے بہتر دو حرف یاد کر لینا ہے اور دو ذخیرے کتابوں کے یاد کر لینے سے بہتر دو حرف سمجھ لینا ہے۔"

جب طالب علم سبق کے سمجھنے میں سستی سے کام لیتا ہے اور ایک دو مرتبہ بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا تو اب یہ اس کی عادت بن جاتی ہے اور اسے آسان تر کلام بھی سمجھ میں نہیں آتا لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ سبق کو سمجھنے میں سستی نہ کرے بلکہ محنت سے کام لے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا اور گڑگڑاتا رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے امیدیں وابستہ رکھے تو وہ مالک بحر وبر اسے مایوس نہیں فرماتا۔

امام اَجَلّ حضرت سیِّدُنا قوام الدین ابراہیم بن اسماعیل صغار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار نے حضرت سیِّدُنا قاضی خلیل بن احمد سجزری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے منقول اشعار ہمیں سنائے:

اُخْدُمِ الْعِلْمَ خِدْمَةَ الْمُسْتَفِيْدِ وَأَدِمْ دَرْسَهٗ بِعَقْلٍ حَمِيْدِ

وَاِذَا مَا حَفِظْتَ شَيْئًا اَعِدْهٗ ثُمَّ أَكِّدْهُ غَايَةَ التَّاكِيْدِ

ثُمَّ عَلِّقْهُ كَيْ تَعُوْدَ اِلَيْهِ وَاِلٰى دَرْسِهٖ عَلَى التَّابِيْدِ

وَاِذَا مَا أَمِنْتَ مِنْهُ فَوَاتًا فَانْتَدِبْ بَعْدَهٗ لِشَيْءٍ جَدِيْدِ

مَعَ تَكْرَارِ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ اِعْتِنَاءً بِشَأْنِ هٰذَا الْمَزِيْدِ

ذَاكِرِ النَّاسَ بِالْعُلُوْمِ لِتَحْيَا لَا تَكُنْ مِنْ أُولِي النُّهٰى بِبَعِيْدِ

إِنْ كَتَمْتَ الْعُلُوْمَ أُنْسِيْتَ حَتّٰى لَاتَرٰى غَيْرَ جَاهِلٍ وَبَلِيْدِ

ثُمَّ أُلْجِمْتَ فِي الْقِيَامَةِ نَارًا وَتَلَهَّبْتَ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ

ترجمہ: (۱)......علم کی اس طرح خدمت کرو کہ جس طرح اس سے فائدہ حاصل کرنے والا خود محنت سے کام لیتا ہے اپنے اسباق کو عقل حمید کی مدد سے ہمیشہ ہمیشہ پڑھتے رہو۔

(۲)......اور جب کبھی کسی چیز کو یاد کرو تو اس کو خوب دہراؤ پھر اس کو جس قدر پختہ کر سکتے ہو کر لو۔

(۳)......پھر اس کو نوٹ کر لو تا کہ تم ہمیشہ اپنے درس کو پا سکو۔

(۴)......اور جب تو اس سبق کے فوت ہو جانے سے بے خوف ہو جائے تو نئی شے کی تحصیل کی طرف جلدی کر۔

(۵)......ساتھ ساتھ جو گزر چکا اس کا بھی تکرار ہونا چاہیے مزید ہمت کا اہتمام کرتے ہوئے۔

(۶)......اور لوگوں سے علمی مذاکرات جاری رکھو تا کہ علوم زندہ رہیں اور کبھی بھی ذی فہم لوگوں سے دور نہ رہو۔

(۷)......اگر تو نے علوم کو چھپایا تو یاد رکھ کہ تو اسے بھول جائے گا پھر تو جاہل اور کند ذہن کے سوا کچھ نہ سمجھا جائے گا۔

(۸)......پھر ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہیں آگ کی لگام پہنائی جائے اور تم شدید عذاب میں گرفتار ہو جاؤ۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ مذاکرہ، مناظرہ اور علمی مقابلہ کرتا رہے پس مناسب یہ ہے کہ ان امور کو غور و فکر اور تامل کے ساتھ انجام دے اور غصہ اور ہنگامہ آرائی سے اِجتناب کرے کیونکہ یہ مناظرہ و مذاکرہ تو ایک طرح علمی مشاورت

ہے اور مشاورت تو راہِ صواب حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے اور راہِ صواب صرف انصاف اور غور وفکر ہی سے حاصل ہوسکتی ہے نہ کہ غصہ اور ہنگامہ آرائی کے ذریعے۔ اگر مناظرہ کرتے وقت کسی کی نیت یہ ہو کہ مدِ مقابل کو زیر کیا جائے تو اس کے لئے مناظرہ کرنا جائز نہیں مناظرہ صرف اظہارِ حق کے لئے جائز ہے۔ مناظرہ میں خلاف واقع بات کرنا یا حیلہ وغیرہ کرنا جائز نہیں مگر جب مدِ مقابل طالب حق نہ ہو بلکہ سرکش ہو تو اس وقت جائز ہے۔

حضرت سیّدُنا امام محمد بن یحییٰ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کے سامنے کوئی مشکل سوال پیش کیا جاتا اور انہیں جواب معلوم نہ ہوتا تو یوں فرماتے: ''مَاالْزَمْتَہُ لَازِمٌ وَاَنَافِیْہِ نَاظِرٌ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔ یعنی: تو نے جو کچھ وارد کیا وہ واقعی لازم ہے میں اس میں نظر کروں گا بے شک ہر جاننے والے کے اوپر جاننے والا ہے۔''

مناظرہ اور مطارحہ (علمی مقابلہ) صرف تکرار کرنے کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں تکرار کے ساتھ ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''مُطَارَحَۃُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ تَکْرَارِ شَھْرٍ۔ یعنی: ایک گھڑی علمی مقابلہ کرنا ایک ماہ کی تکرار سے بہتر ہے۔''

لیکن یہ اس وقت ہے جب مناظرہ کسی منصف اور سلیم الطبع آدمی کے ساتھ ہو اور خبر دار کسی ذلت پسند اور غیر مستقیم الطبع شخص کے ساتھ مذاکرہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت اثر کو قبول کرتی ہے اور خصلتیں متعدی ہوتی ہیں اور صحبت ایک دن ضرور رنگ لے آتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا خلیل بن احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کا وہ شعر جسے ہم نے ماقبل ذکر کیا تھا بہت زیادہ فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ایک شاعر کہتا ہے:

اَلْعِلْمُ مِنْ شَرْطِہٖ لِمَنْ خَدَمَہٗ　　اَنْ یَّجْعَلَ النَّاسُ کُلُّھُمْ خَدَمَہٗ

ترجمہ: علم کی شرائط میں یہ بات شامل ہے کہ جو علم کی خدمت کرے گا ایک دن تمام لوگ بھی اس کے خادم ہوں گے۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت علمی باریکیوں میں سوچ بچار کرنے کو اپنی عادت بنائے رکھے کہ بے شک باریکیاں سوچ بچار ہی سے سمجھ میں آئیں گی۔ اسی وجہ سے کسی نے کہا ہے کہ ''تَأَمَّلْ تُدْرِکْ. یعنی: سوچ و بچار کیا کرو خود ہی سمجھ جاؤ گے۔''

اور گفتگو سے پہلے تو لازمی طور پر غور کر لینا چاہیے تاکہ کلام بامقصد ہو کیونکہ گفتگو کی مثال تیر کی طرح ہے اس لئے چاہیے کہ منہ سے الفاظ نکالنے سے پہلے سوچ و بچار کر لیا جائے تاکہ بولے گئے الفاظ بامقصد ثابت ہوں۔صاحب اصول فقہ فرماتے ہیں کہ ''ایک فقیہ اور مناظر کے لئے تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر کلام کرے۔'' کسی نے یوں بھی کہا ہے کہ ''رَأْسُ الْعَقْلِ اَنْ یَّکُوْنَ الْکَلَامُ بِالتَّثَبُّتِ وَالتَّأَمُّلِ. یعنی: عقل کے لئے اصل یہ ہے کہ بندے کا کلام سوچ سمجھ اور پختگی کے ساتھ ہو۔''

ایک شاعر کہتا ہے:

اُوْصِیْکَ فِیْ نَظْمِ الْکَلَامِ بِخَمْسَۃٍ　　اِنْ کُنْتَ لِلْمُوْصِی الشَّفِیْقِ مُطِیْعًا

لَا تُغْفِلَنْ سَبَبَ الْکَلَامِ وَوَقْتَہٗ　　وَالْکَیْفَ وَالْکَمَّ وَالْمَکَانَ جَمِیْعًا

ترجمہ: (۱)......اگر تو شفیق ناصح کی بات مانے تو میں تجھے طرزِ گفتگو سے متعلق پانچ چیزیں وصیت کرتا ہوں۔

(۱)......پس کبھی بھی ان سے غفلت نہ کرنا وہ یہ کہ کلام کرنے سے پہلے ضرورت کا لحاظ، وقت گفتگو کا خیال، طرزِ گفتگو، مقدارِ گفتگو اور مکان یعنی مقتضٰی حال کو پیشِ نظر رکھنا۔

طالبِ علم کے لئے ضروری ہے کہ ہمہ وقت کسی نہ کسی سے اِستفادہ کرتا رہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَیْنَمَا وَجَدَھَا اَخَذَھَا۔ یعنی: علم وحکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے اسے جہاں پائے حاصل کرلے۔" (1)

کسی نے یوں کہا ہے کہ: "خُذْ مَاصَفَا وَدَعْ مَا کَدُرَ۔ یعنی: اچھائیوں کو تھامے رکھ اور گندگیوں سے کنارہ کر۔"

خود میں نے حضرت سیِّدُنا شیخ اِمام فخر الدین کاشانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ایک لونڈی امانت کے طور پر حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کے پاس تھی ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس سے پوچھا کہ "ابھی تمہیں حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی فقہ میں سے کچھ یاد ہے۔" لونڈی کہنے لگی کہ "کچھ اور تو یاد نہیں صرف اتنا یاد ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ: سَھْمُ الدَّوْرِ سَاقِطٌ۔ یعنی: حصہ دوراں معتبر نہیں۔"

---

1 ......سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، الحدیث: ۲۶۹۶، ج۴، ص۳۱۴۔
فردوس الاخبار، الحدیث: ۲۵۹۲، ج۱، ص۳۵۲۔

پس حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَـلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الصَّمَد نے اس مسئلے کو یاد کرلیا کیونکہ آپ رَحْـمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه خود اس مسئلے میں الجھے ہوئے تھے اور لونڈی کی اس بات سے آپ رَحْـمَةُ الـلّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے سارے اِشکال دور ہوگئے۔ تو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ اِستفادہ ہر کسی سے کیا جاسکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْـمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه سے پوچھا گیا کہ ''آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کرلیا؟'' تو آپ رَحْـمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے فرمایا: ''مَا اسْتَـنْـکَفْتُ مِنَ الْاِسْتِفَادَةِ وَمَا بَخِلْتُ بِالْاِفَادَةِ. یعنی: میں نے سیکھنے میں عار محسوس کی نہ دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بخل کیا۔''

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ الـلّٰـهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے پوچھا گیا کہ ''آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟'' تو آپ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه نے فرمایا: ''بِلِسَـانٍ سَئُوْلٍ وَقَلْبٍ عُقُوْلٍ. یعنی: بہت زیادہ سوال کرنے والی زبان اور بیدار دل کے ذریعے۔''

پہلے زمانے میں طالب علم کو کثرت سوال کی وجہ سے ''مَا تَقُوْل'' کے نام سے پکارا جاتا تھا کیونکہ طالب علموں کی عادت تھی وہ کثرت سے: ''مَا تَـقُوْلُ فِی هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ (یعنی: آپ اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟) کہا کرتے تھے۔''

خود حضرت سیِّدُنا اِمام اعظم عَـلَیْـهِ رَحْـمَةُ اللّٰهِ الْاَکْرَم اس وجہ سے بہت بڑے فقیہ بنے کہ جب وہ کپڑے بیچا کرتے تھے تو اس وقت بھی اپنی دکان میں بکثرت علمی مباحثے و مناظرے فرمایا کرتے تھے۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ تحصیلِ علم و فقہ کا کاروبار کے ساتھ جمع ہونا ممکن ہے۔

حضرت سیّدُ نا اِمام ابوحفص کبیر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر کی عادت تھی کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب کسبِ معاش کے لئے نکلتے تھے تو کسب کے ساتھ ساتھ تکرار بھی فرمایا کرتے تھے۔ اگر طالب علم کو اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کام کرنا پڑے تو اسے چاہیے کہ وہ کام کاج بھی کرے اور ساتھ ساتھ تکرار بھی کرتا جائے اور علمی مذاکرہ بھی کرتا رہے اس میں ہرگز سستی نہ کرے۔ علم وفقہ سیکھنے کے ترک پر ایک سالم البدن اور صحیح العقل کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ حضرت سیّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے زیادہ تو کوئی فقیر نہ ہوگا پھر بھی تنگدستی اور فقر انہیں تحصیلِ علم سے نہ روک سکی۔

جس شخص کے پاس بیش بہا مال ہو تو یہ پاکیزہ مال اس مرد کے حق میں کیا ہی اچھا ہے جو اسے علم کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔ ایک عالم صاحب سے پوچھا گیا کہ ''آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کیا؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''ایک غنی باپ کی وجہ سے۔'' کیونکہ وہ اپنے غنا کے سبب سے اہلِ علم کے ساتھ حسنِ سلوک رکھتے تھے۔ لہٰذا ان کا یہ عمل علم میں زیادتی کا سبب بنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل وعلم کی نعمت پر یہ عمل اظہارِ شکر تھا اور شکر تو زیادتی ہی کا سبب ہوا کرتا ہے۔

حضرت سیّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کا فرمان ہے کہ ''بے شک میں نے علم کو حمد و شکر کے سبب ہی حاصل کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب بھی میں کوئی علمی بات سمجھ لیتا اور اس کی تہہ تک پہنچ جاتا ہوں تو اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ضرور کہتا ہوں۔ پس میرا علم بڑھتا چلا گیا۔'' لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنی زبان، دیگر اعضاء اور مال کے ذریعے اظہارِ تشکر کرتا رہے اور علم وفہم کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطیہ

سمجھے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ہدایت کی دعا کرتا رہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے حضور دعا وگریہ وزاری کو اپنا معمول بنائے رکھے۔ بے شک جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ہدایت طلب کرتا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے ضرور ہدایت دیتا ہے۔ اہلِ حق (جو کہ اہلسنت و جماعت ہی ہیں) نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے جو کہ درحقیقت ہدایت دینے والا اور گمراہی سے بچانے والا ہے ہدایت طلب کی تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی اور انہیں گمراہی سے محفوظ فرمادیا جبکہ گمراہ فرقے اپنی رائے وعقل کے گھمنڈ میں مبتلا رہے انہوں نے حق کو ایک مخلوقِ عاجز یعنی عقل کے ذریعے تلاش کرنا چاہا لہٰذا گمراہ ہوگئے۔

عقل اس وجہ سے عاجز ہے کہ عقل تمام اشیاء کا ادراک نہیں کرسکتی جیسا کہ کسی کی نگاہ تمام اشیاء کو نہیں دیکھ سکتی۔ پس عقل کے ذریعے حق کو طلب کرنے پر حق ان سے مخفی رہا اور جب وہ لوگ معرفتِ حق سے عاجز ہوگئے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ اَفلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ یعنی: جو اپنے آپ کو پہچان لے وہ رب عَزَّوَجَلَّ کو بھی پہچان لیتا ہے۔'' (1)

مطلب یہ کہ جب بندہ خود کو پہچان لیتا ہے تو رب عَزَّوَجَلَّ کی معرفت اسے خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بندے کو کبھی بھی اپنے آپ پر اور اپنی عقل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر توکل کرنا چاہیے اور اسی سے حق طلب کرنا چاہیے کیونکہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

(1) ...... كشف الخفاء، الحديث: ٢٥٣٠، ج٢، ص٢٣٤.

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (پ ٢٨،الطلاق:٣) ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

اور خدا عَزَّوَجَلَّ اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ اگر کوئی مالدار ہے تو اسے بخل سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے بلکہ ہمیشہ بخل سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

سرکارِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینۂ منورہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَیُّ دَاءٍ اَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ. یعنی: بخل سے بڑھ کر اور کونسی بیماری نقصان دہ ہے۔'' (1)

حضرت سیِّدُنا امام شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کے والد بہت مفلس اور تنگدست تھے اور مٹھائی بنا کر بیچا کرتے تھے ان کی عادت تھی کہ اکثر و بیشتر فقہاء کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو مٹھائیاں وغیرہ بھیجتے رہتے تھے اور ان سے عرض کرتے کہ بس میرے بیٹے کے لئے دعا فرمایا کریں۔ ان کی سخاوت، حسن عقیدت اور گریہ وزاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے بیٹے یعنی حضرت سیِّدُنا امام شمس الائمہ حلوانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے علم کے اعلیٰ مدارج کو طے کیا اور وہ اپنے وقت کے مایہ ناز عالم ثابت ہوئے۔ نیز مالدار حضرات کو چاہیے کہ فقہاء کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو کتابیں خرید کر دیں۔ نئی کتابوں کی اِشاعت کروائیں کہ یہ سب کچھ علم وفقہ کی اِشاعت کے لئے نہایت معاون ثابت ہوگا۔

حضرت سیِّدُنا امام محمد بن حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ اتنے مالدار تھے کہ 300 افراد آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے مال کے حساب و کتاب پر مامور تھے لیکن انہوں نے اپنا سارا مال علم وفقہ کی ترویج واشاعت

......المعجم الکبیر، الحدیث: ١٦٣،١٦٤، ج١٩، ص ٨١.

کے لئے خرچ کر دیا حتی کہ ان کے پاس کپڑوں کا کوئی عمدہ جوڑا بھی باقی نہ رہا۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے انہیں نہایت پھٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ان کے لئے ایک عمدہ جوڑا بھجوا دیا لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ''کچھ لوگوں کو یہ نعمتیں پہلے دے دی گئیں مگر ہمیں یہ نعمتیں آخرت میں ملیں گی۔'' باوجود یہ کہ تحفہ قبول کرنا سنت ہے مگر پھر بھی آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے قبول نہ کیا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس میں تذلیلِ نفس کا پہلو نکلتا تھا جو کہ ناجائز ہے کیونکہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَہٗ۔ یعنی: مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے نفس کو ذلت میں ڈالے۔'' (1)

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدُنا شیخ فخر الاسلام ارسابندی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے زمین پر پڑے ہوئے تربوز کے چھلکوں کو جمع فرمایا اور انہیں دھو کر تناول فرمالیا۔ قریب ایک لونڈی کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اس نے جا کر یہ سارا ماجرا اپنے آقا کو سنایا آقا نے یہ سنتے ہی ان کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا اور انہیں اپنے ہاں کھانے پر طلب کیا تاکہ ان کی خدمت کی جاسکے۔ لیکن آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی عزت نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

لٰہذا ایک طالب علم کو بھی غیرت مند ہونا چاہیے اور اپنی عزت نفس کی

......جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، الحدیث: ٢٢٦١، ج٤، ص١١٢.

حفاظت کرنی چاہیے اور لوگوں کے مال پر نظرِ طمع نہیں رکھنی چاہیے۔

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِیَّاکَ وَالطَّمَعَ فَاِنَّہٗ فَقْرٌ حَاضِرٌ . یعنی: لالچ سے بچو (کہ تم فقر سے بچنے کے لئے طمع کرتے ہو مگر) طمع بذاتِ خود فقرِ حاضر ہے۔'' (1)

لہٰذا جس کے پاس مال و اسباب ہوں اسے بخل سے کام نہیں لینا چاہیے بلکہ اسے اس مال کو اپنے اوپر اور دوسروں پر خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّاسُ مِنْ خَوْفِ الْفَقْرِ فِی فَقْرٍ۔ یعنی: لوگ محتاجی کا خوف کرتے کرتے محتاج ہو گئے۔''

پہلے زمانہ میں طلبہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ پہلے کوئی کام سیکھتے اور اس کے بعد تحصیلِ علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تاکہ لوگوں کے مال کی طرف حرص پیدا نہ ہو۔ ویسے بھی حکمت و دانائی کی ایک بات یہ بھی ہے کہ جو دیگر لوگوں کے مال سے امیر بننا چاہتا ہے وہ بجائے امیر بننے کے مفلس وفقیر ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عالم لالچی ہوگا تو نہ وہ علم کی عزت و آبرو کا پاس رکھ سکتا ہے اور نہ ہی وہ کوئی حق بات کہہ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تعلیمِ امت کے لئے طمع سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور یوں دعا کیا کرتے تھے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ طَمَعٍ یُدْنِیْ اِلٰی طَبْعٍ۔ یعنی: میں اس حرص سے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگتا ہوں جو عیب دار کر دے۔'' (2)

1 ......المعجم الاوسط، الحدیث: ٧٧٥٣، ج٥، ص٤٠٣.

2 ......المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، الحدیث: ٢٢٠٨٢، ج٨، ص٢٣٧.

ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی اور سے امید نہ رکھے اور نہ ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کسی سے ڈرے۔ اس بات کا فیصلہ کہ انسان صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے امید رکھتا ہے اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی سے ڈرتا ہے، تب ہو گا کہ جب یہ دیکھا جائے کہ یہ شخص حد شرع سے تجاوز کرتا ہے یا نہیں؟ وہ اس طرح کہ بندہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی مخلوق کے ڈر سے کرتا ہے تو پھر یقیناً غیر اللّٰہ سے ڈرتا ہے اور اگر یہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی مخلوق کے ڈر سے نہیں کرتا اور حد شرع کا بھی لحاظ رکھتا ہے تو تب جا کر یہ ثابت ہو گا کہ یہ بندہ غیر اللّٰہ سے نہیں صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرتا ہے۔ اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے رجاء کا معاملہ ہے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ تکرار کرنے کی تعداد اور مقدار سبق کو متعین کر لے کیونکہ قلب میں علوم اس وقت تک راسخ نہیں ہو سکتے جب تک اَسباق کا اچھی طرح تکرار نہ کر لیا جائے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ گزشتہ سبق کا دن میں پانچ بار تکرار کرے جبکہ پرسوں کا سبق چار بار تکرار کرے اور ترسوں کا سبق تین مرتبہ اور اس سے پہلے والے سبق کا دو مرتبہ اور گزشتہ چھٹے روز کا سبق ایک بار روزانہ ضرور تکرار کرے۔ یہ طریقہ کار علم کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک طالب علم کو دل ہی دل میں تکرار کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے بلکہ سبق پڑھتے وقت اور تکرار کرتے وقت چستی و توانائی سے کام لینا چاہیے لیکن یہ بھی نہ ہو کہ اتنی زور زور سے سبق پڑھا جائے یا تکرار کی جائے کہ بندہ جلد ہی تھک

جائے اور سبق یاد کرنا چھوڑ دے بلکہ (حدیث مبارکہ) خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا [1] کے تحت میانہ روی سے کام لینا چاہیے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت سیِّدُ نا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ جب فقہاءِ کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے ساتھ علمی مذاکرہ فرمایا کرتے تھے تو خوب چستی اور توانائی کا مظاہرہ فرماتے تھے اور خوب ہشاش بشاش نظر آتے۔ ایک مرتبہ ان کے داماد بھی ان کے مذاکرہ میں موجود تھے۔ وہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ ''میں حیران ہوں کہ یہ پانچ دن سے بھوکے ہیں لیکن اس کے باوجود اتنے ہشاش بشاش نظر آرہے ہیں۔''

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران کبھی رخصت و ناغہ بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اس کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا اِمام برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے تمام رفقاپر صرف اس لئے فوقیت لے گیا کہ میں نے تحصیل علم کے دوران کبھی چھٹی نہیں کی۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا اِمام اسبیجانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی کا یہ واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں جب وہ طالب علم تھے اور تحصیل علم میں مصروف تھے ایک مرتبہ ملک میں انقلاب آجانے کی وجہ سے شعبۂ علم میں بارہ سال تک تعطل رہا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے جب یہ دیکھا تو ایک طالب علم اسلامی بھائی کو لے کر ایک خفیہ جگہ چلے گئے جہاں یہ لوگ تحصیل علم کو ممکن بناسکیں اور 12 سال تک یہ

---

[1] ......المصنف لابن ابی شیبه، کتاب الزهد، مطرف بن الشخیر، الحدیث:١٣، ج٨، ص٢٤٦.

لوگ آپس میں مل جل کر پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ کے یہ اسلامی بھائی شوافع کے شیخ الاسلام کہلائے۔ یہ خود بھی مذہباً شافعی تھے۔

فخر الاسلام حضرت سیِّدُ نا قاضی خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا فرمان ہے کہ ''فقہ سیکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہ کی ایک کتاب ہمیشہ کے لئے حفظ کر لے تاکہ فقہ کے متعلق مزید معلومات کا حاصل کرنا اس کے لئے آسان ہو جائے۔''

اہمیتِ توکل کا بیان

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران تَوَکُّل عَلَی اللّٰہ اِختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اسے رزق کے معاملہ میں فکروغم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

حضرت سیِّدُ نا اِمام اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم صحابیٔ رسول حضرت سیِّدُ نا عبد اللّٰہ بن حسن زبیدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هَمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِب. یعنی: جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دین کے لئے فقہ سیکھتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔'' (1)

وہ شخص کہ جس کا دل ہر وقت رزق، خوراک اور لباس کی فکر ہی میں لگا رہتا ہے ایسا شخص مکارمِ اخلاق اور بلند پایہ امور کے لئے بہت ہی کم وقت نکال سکتا ہے۔ ایک شاعر ایسے شخص کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

......جامع بیان العلم، باب جامع فی فضل العلم، الحدیث: ١٩٨، ص٦٦.

دَعِ الْمَکَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْیَتِھَا وَاقْعُدْفَاِنَّکَ اَنْتَ الطَّاعِمُ الْکَاسِی

ترجمہ: مکارمِ اخلاق کو چھوڑ کہ ان کے لئے سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس! بیٹھ جا کہ تیرا کام تو صرف کھانا اور پہننا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے منصور حلاج سے کہا کہ ''مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔'' تو انہوں نے فرمایا: ''یاد رکھو! تمہارا نفس ایک ایسی چیز ہے کہ اگر تم نے اسے نیک کاموں میں مشغول نہ رکھا تو یہ تمہیں اپنی خواہشات کے حصول میں مشغول کر دے گا۔'' لہٰذا ہر کسی کو چاہیے کہ اپنے نفس کو کارِ خیر میں مصروف رکھے تاکہ وہ اسے خواہشاتِ نفسانیہ میں نہ پھنسا سکے۔ پس ایک عقل مند کو دنیا کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ فکر وغم نہ تو کسی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں بلکہ فکر وغم کرنا دل ودماغ اور بدن کے لئے بہت نقصان دہ اور نیک اعمال میں خلل پیدا کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ دنیا کا فکر وغم کرنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کرے کہ یہ فکر بہت فائدہ مند ہے۔ اور جہاں تک اس حدیث پاک کا تعلق ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُھَا اِلَّا الْھَمُّ الْمَعِیْشَۃِ. یعنی: بے شک کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا کفارہ صرف فکر معاش ہی ہے۔'' (1)

تو اس حدیث میں وہ فکرِ معاش مراد ہے جو کہ اعمالِ خیر میں مخل نہ ہو اور نہ ہی ایسی فکر ہو جو دل کو اتنا مشغول کر دے کہ نماز میں حضورِ قلب نہ ہو سکے۔ لہٰذا ایسی فکر معاش یقیناً فکرِ آخرت ہے۔

(1)......المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۰۲، ج ۱، ص ۴۲.

نیز ایک طالب علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جتنا ممکن ہو دنیاوی معاملات سے دور رہے کہ اسی وجہ سے پہلے کے عُلَما تحصیل علم کے لئے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔

جب ایک طالب علم راہِ علم میں سفر اختیار کرے تو پھر اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے کہ حضرت سیِّدُ نا موسیٰ کَلِیْمُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سفرِ علم ہی کی تکالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ (پ ١٥، الکھف: ٦٢)

ترجمۂ کنز الایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔

آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی زندگی میں اور بہت سے سفر کئے مگر کسی سفر کے متعلق اظہارِ مشقت نہیں فرمایا بلکہ سفرِ علم ہی کے متعلق اظہارِ مشقت ہوا کہ معلوم ہو جائے راہِ علم تکالیف سے خالی نہیں۔ چونکہ علم ایک عظیم چیز ہے اور اکثر عُلَما کے نزدیک جہاد کرنے سے بھی افضل ہے اور اجر و ثواب کا قاعدہ بھی تو یہی ہے کہ جو کام جتنا زیادہ مشکل ہوگا اس کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا۔ جو شخص راہِ علمِ دین میں پہنچنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے تو پھر وہ ایک ایسی لذت پالیتا ہے جو دنیا بھر کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد جب ساری رات جاگتے اور کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو فرماتے کہ ''شہزادوں کو بھلا یہ لذت کہاں محسوس ہو سکتی ہے۔''

ایک طالب علم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ طلب علم کے سوا دیگر اشیاء کی طرف بالکل توجہ نہ دے اور علم فقہ سیکھنے سے اِعراض نہ کرے۔ حضرت سیِّدُ نا

اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علم کا زمانہ تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔ اگر کوئی بدنصیب علم سے گھڑی بھر کیلئے دور ہونا چاہتا ہے تو اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وقت اس سے منہ نہ موڑ لے کیونکہ طلب علم میں کچّا اِرادہ ثمر خیز نہیں ہوتا۔

ایک فقیہ، حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی موت کے وقت ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اس وقت آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ پھر بھی حضرت سیِّدُنا اِمام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اہمیت علم جتانے کے لئے ان سے پوچھا کہ ''رمیٔ جمار سوار ہو کر کرنا افضل ہے یا پیدل؟'' جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہو گی۔

کسی نے حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''کَیْفَ کُنْتَ فِی حَالِ النَّزْعِ. یعنی: آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟'' آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا کہ ''میں اس وقت مکاتَب غلام کے متعلق فکر و تأمل میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔''

کہا جاتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ ''مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کے لئے کوئی تیاری نہیں ہو سکی۔'' بہرحال یہ تو حضرت سیِّدُنا اِمام محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمَد کی عاجزی تھی (مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے)۔

تحصیل علم کے موزوں اَوقات کا بیان

کہا جاتا ہے کہ ''وَقْتُ التَّعَلُّمِ مِنَ الْمَھْدِاِلَی اللَّحْدِ. یعنی: علم سیکھنے کی مدت تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔''

تحصیل علم کے لئے بہترین وقت ابتدائی جوانی، وقت سحر اور مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت ہے۔ لیکن یہ بات تو افضلیت کی تھی مگر ایک طالب کو تو ہر وقت تحصیل علم میں مستغرق رہنا چاہیے۔ اگر ایک چیز سے اُکتا جائے تو دوسری چیز کی تحصیل میں مشغول ہو جائے کہ حضرت سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ جب عمومی گفتگو سے اکتا جاتے تو شُعَرا کے دیوان منگوا کر انہیں پڑھنے لگ جاتے۔

حضرت سیِّدُنا اِمام محمد علَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الصَّمد ہمیشہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ کے پاس مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ جب ایک فن پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو دوسرے فن کے مطالعہ میں لگ جاتے تھے۔ (1)

شفقت ونصیحت کی اہمیت وفضیلت کا بیان

ایک طالب علم کو نہایت مشفق ہونا چاہیے اور لوگوں سے حسد کرنے کے بجائے انہیں نصیحت کرنی چاہیے کیونکہ حسد کرنا کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا بلکہ ہمیشہ نقصان ہی پہنچاتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا اِمام برہان الدین علَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِین فرماتے

(1)......ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹوں سے نیند دور کرتے اور فرماتے کہ ''نیند گرمی سے ہے لہٰذا اسے ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔''

ہیں کہ ''اکثر ایک عالم کا بیٹا بھی عالم ہی بنتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک عالم کی یہ سوچ ہوا کرتی ہے کہ اس کے شاگرد بھی عُلما بنیں۔پس دوسروں سے حسن اِعتقاد اور شفقت کرنے کی برکت سے خود اس کا لڑکا بھی ایک دن ضرور عالم بنتا ہے۔''

منقول ہے کہ صدر اَجَلّ حضرت سیِّدُ نا برہان الآئمہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دیگر طلبہ سے فراغت کے بعد اپنے دونوں بیٹوں صدرِ شہید حضرت سیِّدُ نا حسام الدین اور صدرِ سعید حضرت سیِّدُ نا تاج الدین عَلَیْہِمَا رَحْمَةُ اللّٰہِ الْمُبِیْن کو پڑھانے کے لئے دوپہر کا وقت مقرر کیا ہوا تھا ایک دن ان دونوں نے شکوہ کیا کہ ''دوپہر کے وقت طبیعت جلد ہی اُکتا جاتی ہے اور تھکاوٹ ہو جاتی ہے لہٰذا آپ پہلے ہمیں پڑھا دیا کریں۔'' یہ سن کر آپ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا: ''یہ طلبہ جو کہ مسافر بھی ہیں دنیا کے مختلف حصوں سے میرے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا پہلے انہیں پڑھانا ضروری ہے۔'' پس دیگر طلبہ پر شفقت کے باعث ان کے دونوں لڑکوں نے وہ مقام حاصل کیا کہ یہ دونوں اپنے زمانے کے بیشتر فقہا پر فوقیت لے گئے۔

ایک طالب علم کو لڑائی جھگڑے سے بھی گریز کرنا چاہیے کیونکہ جھگڑا اور فساد وقت کو ضائع کر کے رکھ دیتا ہے۔ایک دانا کا قول ہے کہ: اَلْمُحْسِنُ سَیُجْزٰی بِاِحْسَانِہٖ وَالْمُسِیءُ سَتَکْفِیْہِ مَسَاوِیْہِ۔ یعنی: بھلائی کرنے والے کو ایک نہ ایک دن احسان کا بدلہ ضرور ملے گا جبکہ برائی کرنے والے کو تو جزا میں اس کی برائیاں ہی کافی ہیں۔''

رُکن الاسلام حضرت سیِّدُ نا محمد بن ابو بکر عرف مفتی خواہر زادہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ سلطان الشریعہ حضرت سیِّدُ نا یوسف ہمدانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی فرماتے ہیں کہ:

لَاتَجْزِ اِنْسَانًا عَلٰی سُوْءِ فِعْلِهٖ　　سَیَکْفِیْهِ مَافِیْهِ وَمَاهُوَ فَاعِلُهٗ

ترجمہ: تجھے کسی انسان کو اس کے برے عمل کی سزا دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے برے کرتوت ہی اس کے لئے کافی ہیں۔

بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں دشمن کو زیر کرنے کا طوفان برپا ہوا سے چاہیے کہ مذکورہ شعر کو بار بار پڑھے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

اِذَاشِئْتَ اَنْ تُلْقِیَ عَدُوَّکَ رَاغِمًا　　وَتَقْتُلَهٗ غَمًّا وَتَحْرِقَهٗ هَمًّا

فَرُمْ لِلْعُلَا وَازْدَدْمِنَ الْعِلْمِ اِنَّهٗ　　مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا زَادَ حَاسِدُهٗ غَمًّا

ترجمہ: (۱)......اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے دشمن کی ناک خاک میں ملا دو اور اسے رنج وغم کی آگ میں جلا مارو۔

(۲)......تو پھر تمہیں چاہیے کہ بلندیوں پر نظر رکھتے ہوئے تحصیل علم میں آگے سے آگے نکل جاؤ کیونکہ جو علم و فضل میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا ہے اس کے حاسدین خود ہی جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

اے **عزیز طالب علم!** تمہیں چاہیے کہ اپنے کام میں لگے رہو اور اپنے دشمن کو زیر کرنے کی فکریں چھوڑ دو کہ جب تم اپنے کام میں دھیان دو گے اور اعلیٰ مقام حاصل کر لو گے تو تمہارا دشمن خود ہی زیر ہو جائے گا اور تمہیں خواہ مخواہ کی دشمنی مول لینے سے بچنا چاہیے ورنہ یہ دشمنی تمہیں ذلیل کر کے رکھ دے گی اور تمہارے قیمتی اوقات بھی ضائع کر دے گی۔ تمہیں تو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے خصوصاً احمق لوگوں کی باتوں پر ضرور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ حضرت سیّدُنا عیسٰی بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا

وَعَلَیۡهِمَاالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا فرمان ہے کہ ''اِحۡتَمِلُوۡا مِنَ السَّفِیۡهِ وَاحِدَۃً کَیۡ تَرۡبَحُوۡا عَشۡرًا۔ یعنی: احمق کی باتوں پر ایک بار صبر وتحمل اختیار کروتا کہ دس گنا زیادہ ثواب پاسکو۔''

ایک شاعر کہتا ہے کہ:

بَلَوۡتُ النَّاسَ قَرۡنًا بَعۡدَ قَرۡنٍ فَلَمۡ اَرَ غَیۡرَ خَتَّالٍ وَقَالِیۡ

وَلَمۡ اَرَ فِی الۡخُطُوۡبِ اَشَدَّ وَقۡعًا وَأَصۡعَبَ مِنۡ مُّعَادَاۃِ الرِّجَالِ

وَذُقۡتُ مَرَارَۃَ الۡاَشۡیَاءِ طُرًّا فَمَا شَیۡءٌ اَمَرَّ مِنَ السُّؤَالِ

ترجمہ: (۱)......میں نے صدیوں پیچھے تک لوگوں کو کھنگال مارا لیکن انکو متکبر اور کینہ پرور کے علاوہ کچھ نہ پایا۔

(۲)......میں نے بڑے بڑے کاموں میں سب سے زیادہ وقوع پذیر، دشوار گزار اور تکلیف دہ کام لوگوں کی دشمنی سے زیادہ کوئی اور نہ پایا۔

(۳)......میں نے بہت سی کڑوی اشیاء کو چکھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ کسی کے آگے سوال کرنے سے زیادہ کوئی اور چیز تلخ نہیں۔

اے عزیز طالب علم! خبردار کبھی بھی مسلمانوں کے متعلق بدگمانی مت رکھنا کیونکہ بدگمانی سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور یہ ایک حرام فعل ہے۔ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ظُنُّوۡا بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ خَیۡرًا۔ یعنی: مسلمانوں سے اچھا گمان رکھو۔'' (1)

گندی ذہنیت اور بدنیتی سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابوطیب نے کہا:

اِذَاسَاءَ فِعۡلُ الۡمَرۡءِ سَاءَتۡ ظُنُوۡنُهٗ وَصَدَّقَ مَا یَعۡتَادُهٗ مِنۡ تَوَهُّمِ

......المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۳۹، ج۲۳، ص۱۵٦.

وَعَـادٰی مُـحِبِّیْـهِ بِقَـوْلِ عُدَاتِهٖ وَاَصْبَحَ فِی لَیْلٍ مِنَ الشَّکِّ مُظْلِمٖ

ترجمہ:(۱)......جب بندہ برے اعمال کرتا ہے تو اس کے خیالات بھی گندے ہو جاتے ہیں حتی کہ وہ ذہن میں آنے والے اوہام کو بھی سچ گردانے لگتا ہے۔

(۱)......یہ شخص دشمنوں کی بدولت اپنوں کا بھی دشمن ہو جاتا ہے اور اس کے روشن دن بھی شک وشبہات کی تاریکیوں میں بسر ہوتے ہیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

تَـنَـحَّ عَنِ الْقَبِیْحِ وَلَا تُـرِدْهُ وَمَـنْ اَوْلَیْتَـهٗ حَسَـنًـافَـزِدْهُ

سَتُکْفَی مِنْ عَدُوِّکَ کُلَّ کَیْدٍ اِذَاکَــادَالْـعَـدُوُّ فَلَاتُـکِـدْهُ

ترجمہ:(۱)......ہر وقت برائیوں میں لگے رہنے کے بجائے ان سے کنارہ کشی اختیار کرو اور جن سے بھلائی کا ارادہ کرو تو پھر اس کے ساتھ خوب بھلائی کرو۔

(۱)......تم اپنے دشمن کی ہر قسم کی مکاریوں سے نجات پا جاؤ گے بشرطیکہ جب تمہارا دشمن مکاری سے کام لے تو تم اس کے ساتھ مکاری سے پیش نہ آؤ۔

شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا ابوالفتح بُستی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی فرماتے ہیں:

ذُوالْعَقْلِ لَایَسْلَمُ مِنْ جَاهِلٍ یَسُـوْمُـهٗ ظُـلْـمًـاوَاِعْـنَـاتَـا

فَلْیَخْتَرِ السِّلْمَ عَلٰی حَرْبِهٖ وَلْیَلْزَمِ الْاِنْصَاتَ اِنْ صَاتَا

ترجمہ:(۱)......ایک ذی عقل کسی جاہل کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا بلکہ جاہل اس پر ظلم وزیادتی کے منصوبے بناتا رہتا ہے۔

(۲)......ایک اچھے انسان کو تو لڑائی جھگڑے کے بجائے صلح وصفائی کو اختیار کرنا چاہیے اور اسے دشمن کی للکار پر بھی سکوت ہی سے کام لینا چاہیے۔

طریقۂ اِستفادہ کا بیان

ایک طالب علم کو ہر وقت مصروف عمل رہنا چاہیے تا کہ وہ علم وفضل میں خوب کمال حاصل کر سکے۔ علم سے حقیقی اِستفادہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ طالب علم کے پاس ہر وقت قلم ودوات ہونی چاہیے تا کہ جو بھی فائدہ مند بات سنے اسے فوراً لکھ لے۔ کہا جاتا ہے کہ ''مَنْ حَفِظَ فَرَّوَمَنْ کَتَبَ شَیْئًاقَرَّ۔ یعنی: جس نے صرف یاد کرنے پر انحصار کیا تو عنقریب وہ شے ذہن سے نکل جائے گی اور جو شخص لکھ لیتا ہے تو اب وہ چیز قرار پکڑ لیتی ہے۔''

کہا جاتا ہے کہ ''علم تو وہی ہے جو اہل علم کی زبانوں سے سن کر حاصل کیا گیا ہو کیونکہ وہ علم ان کی زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اس میں سے احسن اور عمدہ محفوظ کر لیتے ہیں اور وہ جو باتیں محفوظ کئے ہوئے ہیں وہ سب عمدہ اور بہتر ہی ہوتیں ہیں جسے وہ بیان کرتے ہیں۔''

میں نے شیخ الاسلام حضرت سیِّدُ نا ادیب مختار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار کو فرماتے سنا کہ حضرت سیِّدُ نا ہلال بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیِّد عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو علم وحکمت کی باتیں سکھا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے جو کچھ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کو سکھایا وہ مجھے بھی سکھا دیجئے۔'' تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تیرے پاس قلم دان ہے؟''

میں نے عرض کی: ''میرے پاس قلمدان تو نہیں ہے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''اے ہلال بن یسار! قلم دان کو اپنے سے جدا مت کرو کیونکہ قلمدان اور اسے رکھنے والا، دونوں کے لئے قیامت تک خیر ہی خیر ہے۔''

صدر شہید حضرت سیِّدُنا حسام الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن نے اپنے بیٹے حضرت سیِّدُنا شمس الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''روزانہ کچھ نہ کچھ علم وحکمت کی باتیں یاد کرلیا کرو کہ ایک دن بڑھ کر یہ سب کچھ ایک بہت بڑا ذخیرہ بن جائے گا۔''

حضرت سیِّدُنا عصام بن یوسف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں آتا ہے کہ ''انہوں نے ایک مرتبہ ایک قلم ایک دینار کے بدلے خریدا تاکہ مفید باتیں سن کر لکھ سکیں۔''

اے عزیز طالب علم! زندگی بے حد مختصر ہے اور علم کا سمندر بہت وسیع ہے۔ لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے اوقات بالکل ضائع نہ کرے بلکہ اپنے فارغ اوقات اور اپنی راتوں کو غنیمت جانتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''اَللَّیْلُ طَوِیْلٌ فَلَا تُقَصِّرْہُ بِمَنَامِکَ وَالنَّھَارُ مُضِیْءٌ فَلَا تُکَدِّرْہُ بِآثَامِکَ۔ یعنی: طویل راتوں کو سو سو کر ضائع مت کرو اور روشن دن کو اپنے گناہوں کے میل سے میلا مت بناؤ۔''

ایک طالب علم کو چاہیے کہ بزرگوں کی صحبت کو غنیمت سمجھے اور ان سے اِستفادہ کرتا رہے کیونکہ جو چیز چھوٹ جائے وہ پھر حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ہمارے استاذِ محترم صاحب ہدایہ شیخ الاسلام حضرت سیِّدُنا برہان الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن عاجزاً

اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''میں نے بہت سے بزرگوں کا زمانہ پایا مگر افسوس کہ میں ان سے اِستفادہ نہ کرسکا۔''

اِستفادۂ خیر کے فوت ہونے پر میں نے بھی یہ شعر لکھا ہے:

لَهَفِیْ عَلٰی فَوْتِ التَّلَاقِیْ لَهَفًا　　مَاکُلُّ مَافَاتَ وَیَفْنٰی وَیُلْفٰی

ترجمہ: افسوس! بزرگوں کی صحبت کے چھوٹ جانے پر صد افسوس! ہر وہ چیز جو ختم ہو جائے وہ پھر نہیں ملتی۔

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ ''جب کسی کام میں لگ جاؤ تو پھر اس میں ایسے مگن ہو جاؤ کہ بس ہر وقت اسی کے حصول میں کوشاں رہو۔ دنیا و آخرت کی رسوائی کے لئے علمِ دین سے اِعراض کرنا ہی کافی ہے۔ لہٰذا دن رات اس بات سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

ایک طالبِ علم کو راہِ علم دین میں آنے والے مصائب اور ذلتوں کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے۔ خوشامد و چاپلوسی بے شک ایک مذموم چیز ہے۔ لیکن اگر طلب علم کے لئے خوشامد سے کام لینا پڑے تو کوئی حرج نہیں کہ بعض اوقات طالب علم کو اپنے اساتذہ و شرکا کی خوشامد بھی کرنی پڑتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ:

اَلْعِلْمُ عِزٌّ لَاذُلَّ فِیْهِ　　وَلَایُدْرَکُ اِلَّابِذُلٍّ لَاعِزَّفِیْهِ

ترجمہ: علم ایک ایسی عزت ہے کہ جس میں کوئی ذلت نہیں اور ہر عزت ذلت اٹھانے کے بعد ہی ملتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

أَرٰی لَکَ نَفْسًاتَشْتَھِی أَنْ تُعِزَّھَا　　فَلَسْتَ تَنَالُ الْعِزَّحَتّٰی تُذِلَّھَا

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ایک نفس ہے تیری خواہش ہوتی ہے کہ تو اسے باعزت رکھے مگر تو اس وقت تک عزت حاصل نہیں کرسکتا جب تک تو اپنے نفس کو ذلیل نہ کرے۔

دورانِ تعلیم اہمیتِ پرہیز گاری کا بیان

بعض بزرگ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن اس موضوع پر رحمتِ عالَم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَنۡ لَمۡ یَتَوَرَّعۡ فِی تَعَلُّمِہٖ ابۡتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاَحَدِثَلَاثَۃِ اَشۡیَاءٍ اِمَّا اَنۡ یُمِیۡتَہٗ فِیۡ شَبَابِہٖ اَوۡ یُوۡقِعَہٗ فِی الرَّسَاتِیۡقِ اَوۡ یَبۡتَلِیَہٗ بِخِدۡمَۃِ السُّلۡطَانِ۔ یعنی: جو طالب علمی کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک میں مبتلا فرما دیتا ہے یا تو اسے جوانی میں موت دیتا ہے یا پھر وہ باوجود علم ہونے کے قریہ بہ قریہ مارا مارا پھرتا ہے یا پھر وہ ساری عمر حکمرانوں کی غلامی کرتا رہتا ہے۔''

الغرض طالب علم جتنا زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے اس کا علم بھی اسی قدر نفع بخش ہوتا ہے اور اسی قدر اس کے لئے علم کا حصول آسان ہوجاتا ہے اور اس علم کے ثمرات وفوائد بھی خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک طالب علم کے لئے سب سے بڑی پرہیز گاری کی بات تو یہ ہے کہ اسے کثرت طعام، کثرتِ منام اور کثرتِ کلام سے اِجتناب کرنا چاہیے۔ نیز ایک طالب علم کو اگر ممکن ہو تو غیر مفید اور بازاری کھانے سے بھی پرہیز

کرنا چاہیے کیونکہ بازاری کھانا انسان کو خیانت وگندگی کے قریب اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذکر سے دور کردیتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار کے کھانوں پر غربا اور فقرا کی نظریں بھی پڑتیں ہیں اور وہ اپنی غربت وافلاس کی بِنا پر جب اس کھانے کو نہیں خرید سکتے تو وہ دل آزردہ ہوجاتے ہیں اور یوں اس کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

منقول ہے کہ اِمامِ جلیل حضرت سیِّدُنا محمد بن فضل رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دورانِ تعلیم کبھی بھی بازار سے کھانا نہیں کھایا ان کے والد صاحب گاؤں میں رہا کرتے تھے اور وہ ہر جمعہ کو ان کے لئے کھانا تیار کر کے لے آتے تھے۔ایک مرتبہ جب وہ کھانا تیار کرکے لے کر آئے تو انھوں نے ان کے کمرے میں بازار کی روٹی رکھی دیکھی۔یہ دیکھتے ہی غصے سے لال پیلے ہوگئے اور اپنے لڑکے سے بات تک نہیں کی۔صاحبزادے نے معذرت کرتے ہوئے عرض کی کہ ''یہ روٹی بازار سے میں خرید کر نہیں لایا ہوں بلکہ میرا رفیق میری رضامندی کے بغیر خرید کر لایا تھا۔'' ان کے والد صاحب نے یہ سن کر ان کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا: ''اگر تمہارے اندر تقوی وپرہیزگاری کی صفت ہوتی تو تمہارے دوست کو بھی یہ جرأت کبھی نہ ہوتی۔'' یہ عالَم ہوتا ہے ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن کے تقوی کا تبھی تو یہ نفوسِ قدسیہ ہر دم علم کی نشر واِشاعت میں مصروفِ عمل رہے۔ان کی انہی کاوشوں کی وجہ سے ان کا نام قیامت تک باقی رہے گا۔

ایک فقیہ زاہد نے ایک مرتبہ ایک طالب علم کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تجھ پر لازم ہے کہ غیبت سے بچتے رہو اور باتونی طلبہ کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز

کرو کیونکہ جو فضول کلام زیادہ کرتا ہے وہ یقیناً تیری عمر کو برباد اور تیرے اوقات کو ضائع کردے گا۔‘‘

نیز پرہیزگاری کے کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جھگڑالو، عصیاں شعار اور بے کار افراد کی صحبت سے بچا جائے اور نیک لوگوں کی صحبت کو اختیار کیا جائے کہ صحبت ایک دن ضرور رنگ لاتی ہے۔ اسی طرح ایک طالب علم کو چاہیے کہ ہمیشہ قبلہ رو بیٹھے اور حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنتوں پر سختی سے عمل کرے۔ لوگوں کی دعاؤں کو غنیمت سمجھے اور مظلوم کی بددعا سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچائے۔

منقول ہے کہ دو طالب علم، طلب علم کے لئے پردیس گئے۔ دو سال تک دونوں ہم سبق رہے۔ دو سال کے بعد جب وہ اپنے شہر واپس لوٹے تو ان میں سے ایک تو فقیہ بن چکا تھا جبکہ دوسرا علم وکمال سے خالی تھا۔ اس شہر کے عُلما اور فقہا نے اس بارے میں خوب غور وخوض کیا اور انہوں نے ان دونوں کے حصول علم کے طریقۂ کار، اندازِ تکرار اور بیٹھنے کے اطوار وغیرہ کے بارے میں تحقیق کی تو انہیں پتا چلا کہ وہ شخص جو فقیہ بن کر آیا تھا اس کا معمول تھا کہ وہ دورانِ تکرار قبلہ رو ہو کر بیٹھا کرتا تھا جبکہ وہ شخص جو علم وکمال سے عاری تھا وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھا کرتا تھا۔ اس کے بعد تمام فقہا اور عُلما اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ شخص استقبالِ قبلہ کی برکت سے فقیہ بنا کیونکہ بیٹھتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا سنت ہے۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی دعاؤں کا اثر ہو کہ کوئی بھی شہر متقی اور پرہیزگار لوگوں سے خالی نہیں

ہوتا، ہوسکتا ہے کہ ان نیک بندوں میں سے کسی نے اس طالب علم کے لئے دعا کی ہو۔لہٰذا ایک طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ آداب وسنن کے بارے میں سستی سے کام نہ لے کیونکہ جو شخص آداب میں سستی کرتا ہے سنتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ جو سنتوں کے معاملہ میں سستی سے کام لیتا ہے اندیشہ ہے کہ وہ فرائض سے محروم ہو جائے اور جو بدنصیب فرائض میں سستی کرتا ہے وہ آخرت میں محروم رہ جاتا ہے۔ اس لئے ایک طالب علم کو چاہیے کہ کثرت سے نوافل پڑھا کرے اور نماز پڑھتے وقت خشوع وخضوع کا لحاظ رکھے کیونکہ یہ چیزیں اس کے لئے تحصیل علم میں معاون ثابت ہوں گی۔

شیخ جلیل حضرت سیّدُنا نجم الدین عمر بن محمد نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

کُنْ لِلاَوَامِرِ وَالنَّوَاھِی حَافِظًا　　وَعَلَی الصَّلَاۃِ مُوَاظِبًا وَمُحَافِظًا

وَاطْلُبْ عُلُوْمَ الشَّرْعِ وَاجْھَدْ وَاسْتَعِنْ　　بِالطَّیِّبَاتِ تَصِرْ فَقِیْھًا حَافِظًا

وَاسْأَلْ اِلٰھَکَ حِفْظَ حِفْظِکَ رَاغِبًا　　فِیْ فَضْلِہٖ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

ترجمہ: (۱)......اوامر ونواہی کے پابند ہوجاؤ نماز کی پابندی اور حفاظت کرو۔

(۲)......علم دین کو خوب محنت ولگن سے حاصل کرو اس سلسلے میں نیک اعمال سے مدد بھی لیتے رہو تا کہ تم ایک بڑے فقیہ بن سکو۔

(۳)......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل چاہتے ہوئے اس سے اپنی قوت حافظہ کی حفاظت کا سوال کرتے رہو اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر حفاظت فرمانے والا ہے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ نجم الدین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْمُبِیْن ہی کے یہ اشعار بھی ہیں:

اَطِیْعُوْا وَجِدُّوْا وَلَا تَکْسَلُوْا وَاَنْتُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ تَرْجِعُوْنَ

وَلَا تَھْجَعُوْا فَخِیَارُ الْوَرٰی قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ

ترجمہ:(۱)......فرمانبردار رہو اور محنت کرتے رہو، سستی سے کام مت لو، کہ تمہیں ایک دن اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف ضرور لوٹنا ہے۔

(۲)......راتوں کو سونا چھوڑ دو، مخلوق میں سے بہتر وہ ہے جو راتوں کو بہت کم سوتا ہے۔

ایک طالب علم کو چاہیے کہ ہر وقت کتابیں اپنے ساتھ رکھے تاکہ وقت فرصت ان کا مطالعہ کیا جاسکے۔ کسی دانا کا قول ہے:

مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ دَفْتَرٌ فِیْ کُمِّہٖ لَمْ تَثْبُتِ الْحِکْمَۃُ فِیْ قَلْبِہٖ

ترجمہ: جس کی بغل میں ہر وقت کتاب نہ ہو اس کے قلب میں حکمت ودانائی راسخ نہیں ہوسکتی۔

مناسب یہ ہے کہ کاپی بھی پاس رکھے جو مفید بات سنے لکھ لے اور ساتھ میں قلمدان بھی رکھے تاکہ سنی ہوئی خاص باتیں لکھنے میں دقت نہ ہو جیسا کہ اوپر حضرت سیِّدُنا ہلال بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حدیث میں گزرا۔

قوت حافظہ کو بڑھانے والی اَشیاء کا بیان

محنت و پابندی کرنا، کم کھانا، نمازِ تہجد ادا کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا حافظہ مضبوط کرنے کے اسباب میں سرفہرست ہیں۔ کہا گیا ہے کہ''قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ کوئی اور چیز قوت حافظہ کو تیز نہیں کرتی۔'' ویسے بھی قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔

حضرت سیِّدُ نا شداد بن حکیم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَرِیْم نے اپنے ایک رفیق کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ ''تم نے سب سے زیادہ نفع بخش کس چیز کو پایا۔''تو انہوں نے فرمایا کہ ''قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔''

طالب علم کو چاہیے کہ جب کتاب اٹھائے تو یہ وظیفہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُوَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْعَزِیْزِعَدَدَکُلِّ حَرْفٍ کُتِبَ وَیُکْتَبُ اَبَدَالآبِدِیْنَ وَدَھْرَالدَّاھِرِیْنَ۔

ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے:

آمَنْتُ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِالْاَحَدِالْحَقِّ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَکَفَرْتُ بِمَاسِوَاہُ۔

طالب علم کو چاہیے کہ رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرے کہ بے شک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہیں۔

ایک شاعر (حضرت سیِّدُ نا اِمام شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی) فرماتے ہیں:

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِی — فَاَرْشَدَنِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِی

فَاِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِّنْ اِلٰھِی — وَفَضْلُ اللّٰہِ لَایُھْدٰی لِعَاصِی

ترجمہ: (۱)...... میں نے اپنے استاذ سیِّدُ نا وکیع عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْبَدِیْع سے ضعف حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے گناہوں سے اِجتناب کرنے کی ہدایت کی۔

(۲)...... بے شک قوت حافظہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ایک فضل ہے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فضل (قوت حافظہ) گناہوں کا عادی نہیں پا سکتا۔

اسی طرح مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند بمع شکر استعمال کرنا، نہار منہ 21 دانے کشمش کھانا بھی حافظے کو قوی کرتا اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کا کھانا بھی حافظہ کو قوی کرتا ہے جو بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتیں ہیں۔

وہ چیزیں جو نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں کثرت سے گناہ کرنا، دنیاوی امور میں ہر وقت مغموم و متفکر رہنا، غیر ضروری چیزوں میں مشغولیت رکھنا، دنیا سے محبت رکھنا، بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ طالب علم کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ دنیاوی امور کے بارے میں فکر و غم کرے کیونکہ دنیاوی امور کی فکر کرنا سراسر نقصان دہ ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فکر دنیا دل کی سیاہی کا موجب ہوتی ہے۔ جبکہ فکر آخرت تو نورِ قلب کا باعث ہوتی ہے اور اس نور کا اثر نماز میں ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کا غم اسے خیر سے منع کر رہا ہوتا ہے جبکہ آخرت کی فکر اسے کارِ خیر کی طرف ابھار رہی ہوتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا اور تحصیل علم میں لگے رہنا فکر و غم کو دور کر دیتا ہے۔

حضرت سیّدُنا نصر بن حسن مرغینانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں:

اِعْتَنِ نَصْرَبْنَ حَسَن بِکُلِّ عِلْمٍ یُخْتَزَن
ذَاکَ الَّذِیْ یَنْفِی الْحَزَن وَغَیْرُہُ لَا یُؤْتَمَن

ترجمہ:(۱)......اے نصر بن حسن ہر ایسے علم کو سیکھنے کا اہتمام کرو جو کہ محفوظ کیا جا سکے۔

(۲)......یہی وہ عمل ہے جو فکر و غم کو دور کرتا ہے، اسکے علاوہ دیگر کاموں کا کوئی اعتبار نہیں۔

اِمامِ اَجَلّ حضرت سیِّدُ نا نجم الدین عمر بن محمد نسفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے ایک مرتبہ اپنی اُمِّ ولد لونڈی سے فرمایا:

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ تَیَمَّتْنِیْ بِطَرْفِهَا ۔۔۔ وَلَمْعَةِ خَدَّیْهَا وَلَمْحَةِ طَرْفِهَا

سَبَتْنِیْ وَاَصْبَتْنِیْ فَتَاةٌ مَلِیْحَةٌ ۔۔۔ تَحَیَّرَتِ الْاَوْهَامُ فِیْ كُنْهِ وَصْفِهَا

فَقُلْتُ ذَرِیْنِیْ وَاعْذُرِیْنِیْ فَاِنَّنِیْ ۔۔۔ شُغِفْتُ بِتَحْصِیْلِ الْعُلُوْمِ وَكَشْفِهَا

وَلِیْ فِیْ طِلَابِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالتُّقٰی ۔۔۔ غِنًی عَنْ غِنَاءِ الْغَانِیَاتِ وَعَرْفِهَا

ترجمہ:(۱)......سلام اس پر کہ جس کے رخساروں کی شادابی اور نگاہوں کی وجاہت نے مجھے گرویدہ بنالیا ہے۔

(۲)......ایک خوبصورت ماہ جبیں نے مجھے اپنے عشق میں گرفتار کرلیا ہے کہ جس کے اوصاف کی حقیقت دیکھ کر عقلیں بھی حیران ہیں۔

(۳)......لیکن میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھے چھوڑ دے اور اپنی محبت سے مجھے آزاد کردے کیونکہ میں اب علم حاصل کرنے اور اس کے غوامض کو عیاں کرنے میں مگن ہوں۔

(۴)......اِکتسابِ علم و فضل اور تقویٰ نے مجھے حسین و جمیل عورتوں کے نغموں اور مسحور کن خوشبوؤں سے بے نیاز کردیا ہے۔

علم کو بھول جانے کے اَسباب میں سے چند یہ ہیں:

ترد ھنیا کھانا، کھٹے سیب کھانا، پھانسی چڑھے کی طرف دیکھنا، قبر کی تختیاں

پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوؤں کو یونہی زمین پر چھوڑ دینا اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ تمام باتیں نسیان پیدا کرتی ہیں۔

رزق کو حاصل کرنے اور روکنے اور اسے بڑھانے اور گھٹانے والی اَشیاء کا بیان

رزق میں تنگی لانے والے اَسباب:

ایک طالب کے لئے خوراک بھی ضروری چیز ہے۔ نیز ان چیزوں کی معرفت بھی ضروری ہے جو رزق کی زیادتی اور عمر و صحت میں اضافے کا موجب ہوں تاکہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کی طرف متوجہ رہے۔ عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے اس موضوع پر بڑی بڑی اور ضخیم کُتُب تحریر کی ہیں لیکن میں ان میں سے بعض باتوں کو یہاں نقل کرتا ہوں۔

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُهٗ . یعنی: دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے اور نیکیوں سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔ بے شک بندہ گناہ کی وجہ سے اس رزق سے بھی محروم ہو جاتا ہے جو اسے پہنچنا ہوتا ہے۔'' (1)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ گناہوں کا اِرتکاب کرنا رزق کی محرومی کا سبب بنتا ہے۔ خصوصاً جھوٹ جیسا گناہ کہ جھوٹ بولنا فقر و محتاجی کو پیدا کرتا ہے۔

---

(1)......المستدرك للحاكم، كتاب الدعاء والتكبير، باب: لا يرد القدر......الخ، الحديث: ١٨٥٧، ج٢، ص١٦٢.

اس کے بارے میں تو حدیث شریف بھی وارد ہے۔اسی طرح صبح کے وقت سونا بھی رزق سے محرومی کا سبب بنتا ہےاور کثرت نوم کی عادت بھی فقرو محتاجی کو پیدا کرتی ہے۔نیز کثرت نوم سے جہالت بھی پیدا ہوتی ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

سُرُوْرُالنَّاسِ فِی لُبْسِ اللِّبَاسِ وَجَمْعُ الْعِلْمِ فِی تَرْکِ النُّعَاسِ

أَلَیْسَ مِنَ الْخُسْرَانِ اَنَّ لَیَالِیًا تَمُرُّبِلَانَفْعٍ وَّتُحْسَبُ مِنْ عُمْرِی

ترجمہ:(۱)......لوگوں کا سرور تو نئے نئے لباس پہننے میں ہے مگر علم نیند کو ترک کر کے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۲)......کیا بدبختی کی بات نہیں کہ راتیں بغیر نفع گزر جائیں، حالانکہ ان کا شمار عمر میں ہو رہا ہے۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

قُمِ اللَّیْلَ یَاھٰذَالَعَلَّکَ تَرْشُدُ اِلٰی کَمْ تَنَامُ اللَّیْلَ وَالْعُمْرُیَنْفُدُ

ترجمہ: اے طالب علم!راتوں کو اٹھ شاید کہ تجھے ہدایت ملےتم رات کو کتنا سوتے ہو حالانکہ تمہاری عمر ختم ہوتی جارہی ہے۔

رزق میں کمی کرنے والے اَسباب میں یہ اَفعال بھی شامل ہیں

ننگے سونا، بے حیائی سے پیشاب کرنا، پہلو کے بل ٹیک لگا کر کھانا، دستر خوان پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اٹھانے میں سستی کرنا، پیاز اور لہسن کے چھلکے

جلانا، گھر میں رومال سے جھاڑو دینا، رات کو جھاڑو دینا، کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا، مشائخ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کے آگے چلنا، ماں باپ کو ان کے نام سے پکارنا، کسی بھی گری پڑی چیز سے دانتوں کا خلال کرنا، ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا، چوکھٹ پر بیٹھنا، دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا، بیت الخلا میں وضو کرنا، بدن ہی پر کپڑے وغیرہ سی لینا، چہرے کو لباس ہی سے خشک کر لینا، گھر میں مکڑی کے جالوں کو لگا رہنے دینا، نماز میں سستی کرنا، نمازِ فجر کے بعد مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے بازار جانا، دیر گئے بازار سے آنا، فقیروں کی مانگی ہوئی روٹیاں خریدنا، اپنی اولاد کے لئے بددعا کرنا، کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا اور چراغ کو پھونک مار کر بجھانا یہ تمام چیزیں فقر و محتاجی پیدا کرتی ہیں۔ یہ ساری باتیں مختلف احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اسی طرح چند امور اور بھی ہیں جو فقر و محتاجی کا سبب بنتے ہیں۔ جیسے ٹوٹے ہوئے قلم کو پھر دوبارہ باندھ کر لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے کا استعمال کرنا، والدین کے لئے دعائے خیر کو چھوڑ دینا، عمامہ بیٹھ کر باندھنا، شلوار کھڑے ہو کر پہننا، کنجوسی کرنا، سستی و کاہلی کرنا اور نیک اَعمال میں ٹال مٹول کرنا۔

رزق میں اِضافہ کرنے والے اَسباب:

حضور نبیِ کریم، رَءُوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:
''اِسْتَنْزِلُوا الرِّزْقَ بِالصَّدَقَةِ. یعنی: صدقات کی کثرت سے رزق طلب کرو۔''

علی الصبح بیدار ہونا نعمتوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ خصوصاً اس سے

......الکامل فی ضعفاء الرجال، حبیب بن ابی حبیب، ج۳، ص۳۲۶.

رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔اسی طرح خوشخطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے اور خندہ پیشانی وخوش کلامی بھی رزق کو بڑھاتی ہے۔

حضرت سیِّدُ نا حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: گھر اور برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا موجب غنا ہے۔نیز رزق کی وسعت کا قوی ترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز کو خشوع وخضوع، تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے اور تمام واجبات اور سنن وآداب کی پوری طرح رعایت کرتے ہوئے ادا کرے۔

حصولِ رزق کے لئے نمازِ چاشت پڑھنا بے حد مفید اور مُجَرَّب ہے۔اسی طرح سورۂ واقعہ کو خصوصاً رات میں پڑھنا نیز سورۂ ملک، سورۂ مزمل، سورۂ لیل اور سورۂ الم نشرح کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخی رزق کا سبب ہے۔

اسی طرح مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا، ہمیشہ باوضو رہنا، سنت فجر اور وتر کو گھر پر ادا کرنا اور وتر کے بعد کوئی دنیاوی کلام نہ کرنا، عورتوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا، غیر مفید اور لغو کلام سے اِجتناب کرنا رزق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ ''مَنِ اشْتَغَلَ بِمَالَا یَعْنِیْہِ یَفُوْتُہٗ مَایَعْنِیْہِ۔ یعنی: جو غیر ضروری کاموں میں مشغول ہوجائے اس سے ضروری کام تک چھوٹ جاتے ہیں۔''

کسی کا قول ہے کہ ''جب تم کسی شخص کو بہت زیادہ بولتے دیکھو تو پھر اس کے مجنون ہونے کا بھی یقین کرلو۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''اِذَاتَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْکَلَامُ۔ یعنی: جب عقل کامل ہوجاتی ہے تو انسان کا کلام بھی

مختصر ہو جاتا ہے۔''

خود میں نے اس موضوع پر کہا ہے:

اِذَاتَمَّ عَقْلُ الْمَرْءِ قَلَّ کَلَامُهٗ وَاَیْقِنْ بِحُمْقِ الْمَرْءِ اِنْ کَانَ مُکْثِرًا

ترجمہ: جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو بندے کی گفتگو بھی کم ہو جاتی ہے اور جب کسی باتونی کو دیکھو تو پھر اس کی حماقت کا یقین کر لو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

اَلنُّطْقُ زَیْنٌ وَالسُّکُوْتُ سَلَامَةٌ فَاِذَانَطَقْتَ فَلَا تَکُنْ مِکْثَارًا

مَااِنْ نَدِمْتُ عَلٰی سُکُوْتِیْ مَرَّةً وَلَقَدْنَدِمْتُ عَلَی الْکَلَامِ مِرَارًا

ترجمہ:(۱)...... بولنا زینت ہے اور خاموشی سلامتی لہٰذا جب بولنے کا ارادہ کرو تو پھر ضرورت سے زیادہ کلام مت کرو۔

(۲)...... میں نے کبھی خاموشی پر ندامت نہیں اٹھائی لیکن بولنے پر مجھے بارہا ندامت اٹھانی پڑی۔

وہ وظائف جو رزق کو بڑھاتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں

﴿1﴾...... روزانہ صبح صادق کے وقت نمازِ فجر سے قبل یہ کلمات 100 بار پڑھنا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ،سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ،اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

﴿2﴾...... ہر روز صبح وشام 100، 100 مرتبہ یہ کلمات پڑھنا:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ.

﴿3﴾...... روزانہ نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد ان کلمات کو 33،33 مرتبہ پڑھنا:

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ،سُبۡحَانَ اللّٰہِ،لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ۔

﴿4﴾...... نماز فجر کے بعد 40 بار استغفار کرنا۔

﴿5﴾...... اِن کلمات کی کثرت کرنا:

لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

﴿6﴾...... سرکارِمدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود پاک کی کثرت کرنا۔

﴿7﴾...... جمعہ کے دن ستر مرتبہ ان کلمات کو پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ اَغۡنِنِیۡ بِحَلَالِکَ عَنۡ حَرَامِکَ وَاکۡفِنِیۡ بِفَضۡلِکَ عَمَّنۡ سِوَاکَ.

﴿8﴾...... اِن کلمات کو ہر روز صبح وشام پڑھنا:

اَنۡتَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُالۡحَکِیۡمُ،اَنۡتَ اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ،اَنۡتَ اللّٰہُ الۡحَلِیۡمُ الۡکَرِیۡمُ، اَنۡتَ اللّٰہُ خَالِقُ الۡخَیۡرِوَالشَّرِّ،اَنۡتَ اللّٰہُ خَالِقُ الۡجَنَّۃِ وَالنَّارِ،عَالِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ، عَالِمُ السِّرِّوَاَخۡفٰی،اَنۡتَ اللّٰہُ الۡکَبِیۡرُ الۡمُتَعَالِ،اَنۡتَ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ،وَاِلَیۡہِ یَعُوۡدُکُلُّ شَیۡءٍ،اَنۡتَ اللّٰہُ دَیَّانُ یَوۡمِ الدِّیۡنِ لَمۡ تَزَلۡ وَلَا تَزَالُ،اَنۡتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنۡتَ، اَنۡتَ اللّٰہُ الۡاَحَدُالصَّمَدُلَمۡ یَلِدۡوَلَمۡ یُوۡلَدۡوَلَمۡ یَکُنۡ لَہٗ کُفُوًااَحَدٌ ،اَنۡتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنۡتَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ،اَنۡتَ اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّااَنۡتَ الۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلَامُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُھَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ،لَااِلٰہَ اِلَّااَنۡتَ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ، لَہُ الۡاَسۡمَاءُ الۡحُسۡنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَھُوَالۡعَزِیۡزُالۡحَکِیۡمُ۔

❁❁❁❁❁❁❁

عمر میں اِضافہ کرنے والے اَسباب:

وہ چیزیں جو عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہیں یہ ہیں:

نیکی کرنا، مسلمانوں کو ایذا نہ دینا، بزرگوں کا ادب واِحترام کرنا، صلہ رحمی کرنا، ہر روز صبح وشام ان کلمات کو 3، 3 بار پڑھنا:

سُبۡحَانَ اللّٰهِ مِلۡ ءَ الۡمِیۡزَانِ وَمُنۡتَهَی الۡعِلۡمِ وَمَبۡلَغَ الرِّضَا، وَزِنَةَ الۡعَرۡشِ وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ وَلَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكۡبَرُمِلۡ ءَ الۡمِیۡزَانِ وَمُنۡتَهَی الۡعِلۡمِ وَمَبۡلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الۡعَرۡشِ.

بلاضرورت ہرے بھرے درختوں کو کاٹنے سے اِحتراز کرنا، وضو کو کامل طریقہ سے سنن وآداب کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا، نماز کو خشوع وخضوع سے پڑھنا، ایک ہی اِحرام سے حج وعمرہ ادا کرنا یعنی حجِ قِران کرنا، اپنی صحت کا خیال رکھنا۔ یہ تمام باتیں عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہیں۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کچھ نہ کچھ علمِ طب بھی پڑھے کم از کم ان احادیث کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے جو طب کے بارے میں وارد ہوئیں جنہیں حضرت سیِّدُ نا شیخ اِمام ابوالعباس مستغفری عَلَیۡهِ رَحۡمَةُ اللّٰهِ الۡوَلِی نے اپنی کتاب طب نبوی میں جمع کیا ہے۔ یَجِدُہٗ مَنۡ یَّطۡلُبُہٗ۔ یعنی جو اسے تلاش کرے گا وہ اسے ضرور پالے گا۔''

وَالۡحَمۡدُلِلّٰهِ عَلَی التَّمَامِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍاَفۡضَلِ الرُّسُلِ الۡكِرَامِ وَآلِهٖ وَصَحۡبِهٖ الۡاَیِمَّةِ الۡاَعۡلَامِ عَلٰی مَمَرِّالدُّهُوۡرِوَتَعَاقُبِ الۡاَیَّامِ

(آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الۡاَمِین صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم)

مآخذ و مراجع

کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن مجید	کلام باری تعالٰی	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۰ھ
ترجمۂ قرآن کنزالایمان	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۰ھ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل لبخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۶۱ھ	دارابن حزم بیروت ۱۴۱۹ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید قزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دارالمعرفۃ ۱۴۲۰ھ
المسند	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المصنف	امام عبداللّٰہ بن محمدابی شیبہ رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۲۳۵	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارا لکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
فردوس الاخبار	أبوشجاع شیرویہ بن شہردارالدیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۵۰۹ھ	دارالفکر بیروت ۱۴۱۸ھ
کشف الخفاء	امام شیخ اسماعیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۱۱۶۲ھ	دارا لکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
حلیۃ الاولیاء	امام حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
تاریخ بغداد	حافظ ابوبکراحمدبن علی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
المقاصد الحسنہ	علامہ شیخ محمد عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۰۲ھ	دارالکتاب العربی ۱۴۲۵ھ
المستدرك	امام محمد بن عبد اللّٰہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۴۰۵ھ	دارالمعرفۃ ۱۴۱۸ھ
کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابواحمدعبداللّٰہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۸ھ
جامع بیان العلم وفضلہ	امام ابوعمریوسف بن عبداللّٰہ بن عبدالبرقرطبی مالکی رحمۃ اللّٰہ علیہ متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۲۸ھ

مجلس المد ینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ202 کتب ورسائل مع عنقریب آنے والی13کتب ورسائل

{شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت }

اردو کتب:

01......راہ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل(رَادُّ الْقَحطِ وَالْوَبَاء بِدَعْوَةِ الْجِيْرَانِ وَمُوَاسَاةِ الْفُقَرَاء) (کل صفحات:40)

02......کرنسی نوٹ کے شرعی احکامات(كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم فِيْ اَحْكَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاهِم) (کل صفحات:199)

03......فضائل دعا(اَحْسَنُ الْوِعَاء لِآدَابِ الدُّعَاء مَعَهُ ذَيْلُ الْمُدَّعَاء لِاَحْسَنِ الْوِعَاء) (کل صفحات:326)

04......عیدین میں گلے ملنا کیسا؟(وِشَاحُ الْجِيْدفِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْد) (کل صفحات:55)

05......والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق(اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوْق) (کل صفحات:125)

06......الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے) (کل صفحات:561)

07......شریعت وطریقت(مَقَالُ الْعُرَفَاء بِاِعْزَازِشَرْعٍ وَّعُلَمَاء) (کل صفحات:57)

08......ولایت کا آسان راستہ (تصورِ شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة) (کل صفحات:60)

09......معاشی ترقی کا راز (حاشیہ وتشریح تدبیر فلاح ونجات واصلاح) (کل صفحات:41)

10......اعلیٰ حضرت سے سوال جواب(اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِي) (کل صفحات:100)

11......حقوق العباد کیسے معاف ہوں(اَعْجَبُ الْاِمْدَاد) (کل صفحات:47)

12......ثبوتِ ہلال کے طریقے(طُرُقُ اِثْبَاتِ هِلَال) (کل صفحات:63)

13......اولاد کے حقوق(مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد) (کل صفحات 31)

14......ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان) (کل صفحات:74)

15......اَلْوَظِيْفَةُالْكَرِيْمَة(کل صفحات:46)

عربی کتب:

16، 17، 18، 19، 20......جَدُّ الْمُمْتَارعَلٰی رَدِّالْمُحْتَار(المجلد الاول والثانی والثالث والرابع والخامس) (کل صفحات:570 ،672، 713، 650، 483)

21......اَلتَّعْلِيْقُ الرَّضَوِى عَلٰى صَحِيْحِ الْبُخَارِى (کل صفحات:458)

22......كِفْلُ الْفَقِيْهِ الْفَاهِم (کل صفحات:74) 23......اَلْاِجَازَاتُ الْمَتِيْنَة (کل صفحات:62)

24......اَلزَّمْزَمَةُ الْقَمَرِيَّة (کل صفحات:93) 25......اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِى (کل صفحات:46)

26......تَمْهِيْدُ الْاِيْمَان (کل صفحات:77) 27......اَجْلَى الْاِعْلَام (کل صفحات:70)

28......اِقَامَةُ الْقِيَامَة (کل صفحات:60)

عنقریب آنے والی کتب

01......جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰى رَدِّ الْمُحْتَار (المجلد السادس)

02......اولاد کے حقوق کی تفصیل (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)

{شعبہ تراجمِ کتب}

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء) پہلی قسط: تذکرۂ خلفائے راشدین (کل صفحات:217)

02......مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرفِى حُكْمِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِر) (کل صفحات:112)

03......سایۂ عرش کس کس کو ملے گا...؟ (تَمْهِيْدُ الْفَرْش فِى الْخِصَالِ الْمُوْجِبَةِ لِظِلِّ الْعَرْش) (کل صفحات:28)

04......نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن) (کل صفحات:142)

05......نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیثِ رسول (اَلْمَوَاعِظ فِى الْاَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّة) (کل صفحات:54)

06......جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِى ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح) (کل صفحات:743)

07...... امامِ اعظم عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْاَكْرَم کی وصیتیں (وَصَايَا اِمَام اَعْظَم عَلَيْهِ الرَّحْمَة) (کل صفحات:46)

08......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد اول) (اَلزَّوَاجِر عَنْ اِقْتِرَافِ الْكَبَائِر) (کل صفحات:853)

09......نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْىُ عَنِ الْمُنْكَر) (کل صفحات:98)

10......فیضانِ مزاراتِ اولیاء (كَشْفُ النُّوْر عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْر) (کل صفحات:144)

11......دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْد وَقَصْرُ الْاَمَل) (کل صفحات:85)

12......راہِ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم) (کل صفحات:102)

13......عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم، حصہ اول) (کل صفحات:412)

14......عُيُوْنُ الْحِكَايَات (مترجم حصہ دوم) (کل صفحات:413)

15......احیاءالعلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْیَاء) (کل صفحات:641)

16......حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق) (کل صفحات:649)

17......اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمُذَاكَرَة) (کل صفحات:122)

18......شکر کے فضائل (اَلشُّکْرُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ) (کل صفحات:122)

19......حسنِ اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق) (کل صفحات:102)

20......آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع) (کل صفحات:300)

21......آدابِ دین (اَلْاَدَبُ فِی الدِّیْن) (کل صفحات:63)

22......شاہراہ اولیا (مِنْهَاجُ الْعَارِفِیْن) (کل صفحات:36)

23......بیٹے کو نصیحت (اَیُّهَا الْوَلَد) (کل صفحات:64)

24......اَلدَّعْوَة اِلَى الْفِكْر (کل صفحات:148)

عنقریب آنے والی کتب

01......اللہ والوں کی باتیں (حِلْیَةُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء) (جلد 1 مکمل)

02......جہنم میں لے جانے والے اعمال (جلد 2)

{ شعبہ درسی کتب }

01......مراح الارواح مع حاشیۃ ضیاء الاصباح (کل صفحات:241)

02......الاربعین النوویة فی الأحادیث النبویة (کل صفحات:155)

03......اتقان الفراسة شرح دیوان الحماسه (کل صفحات:325)

04......اصول الشاشی مع احسن الحواشی (کل صفحات:299)

05......نور الایضاح مع حاشیۃ النور و الضیاء (کل صفحات:392)

06......شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد (کل صفحات:384)

07......الفرح الکامل علی شرح مئة عامل (کل صفحات:158)

08......عنایة النحو فی شرح هدایة النحو (کل صفحات:280)

09......صرف بهائی مع حاشیة صرف بنائی (کل صفحات:55)

10......دروس البلاغة مع شموس البراعة (کل صفحات:241)

11......مقدمۃالشیخ مع التحفۃالمرضیۃ(کل صفحات:119)

12......نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر(کل صفحات:175)

13......نحو میر مع حاشیۃ نحو منیر(کل صفحات:203)

14......تلخیص اصول الشاشی(کل صفحات:144)

15......نصاب اصولِ حدیث(کل صفحات:95)

16......المحادثۃ العربیۃ(کل صفحات:101) **17**......نصاب النحو(کل صفحات:288)

18......خاصیات ابواب(کل صفحات:141) **19**......نصاب التجوید(کل صفحات:79)

20......نصاب الصرف(کل صفحات:343) **21**......تعریفاتِ نحویۃ(کل صفحات:45)

22......نصاب المنطق(کل صفحات:168) **23**......شرح مئۃ عامل(کل صفحات:44)

عنقریب آنے والی کتب

01......انوارالحدیث(مع تخریج وتحقیق)

02......قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی

03......نصاب الادب

{شعبہ تخریج}

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کا عشق رسول (کل صفحات:274)

02......بہارشریعت،جلداوّل(حصہ اول تا ششم،کل صفحات:1360)

03......بہارشریعت جلددوم(حصہ 7تا13)(کل صفحات:1304)

04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ (کل صفحات:59)

05......عجائب القرآن مع غرائب القرآن(کل صفحات:422)

06......گلدستہ عقائد و اعمال(کل صفحات:244)

07......بہارشریعت(سولھواں حصہ،کل صفحات312)

08......تحقیقات(کل صفحات:142)

09...... اچھے ماحول کی برکتیں(کل صفحات:56)

10......جنتی زیور(کل صفحات:679)

11......بہارشریعت حصہ۱۵(کل صفحات:219)

12......علم القرآن(کل صفحات:244)

13......بہارشریعت حصہ۱۴(کل صفحات:243)

14......سوانح کربلا(کل صفحات:192)

15......بہارشریعت حصہ۱۳(کل صفحات:201)

16......اربعین حنفیہ(کل صفحات:112)

17......بہارِشریعت حصہ ۸(کل صفحات:206) 18......کتاب العقائد(کل صفحات:64)
19......بہارِشریعت حصہ ۷(کل صفحات:133) 20......منتخب حدیثیں(کل صفحات:246)
21......بہارِشریعت حصہ ۱۰(کل صفحات:169) 22......اسلامی زندگی(کل صفحات:170)
23......بہارِشریعت حصہ ۱۲(کل صفحات:222) 24......آئینۂ قیامت(کل صفحات:108)
25......بہارِشریعت حصہ ۹(کل صفحات:218) 26 تا 32......فتاوی اہل سنت(سات حصے)
33......بہارِشریعت حصہ ۱۱(کل صفحات:280) 34......حق و باطل کا فرق(کل صفحات:50)
35......بہشت کی کنجیاں(کل صفحات:249) 36......جہنم کے خطرات(کل صفحات:207)
37......کراماتِ صحابہ(کل صفحات:346) 38......اخلاق الصالحین(کل صفحات:78)
39......سیرتِ مصطفیٰ(کل صفحات:875) 40......آئینۂ عبرت(کل صفحات:133)

عنقریب آنے والی کتب

01......بہارِشریعت حصہ ۱۵،۱۶
02......معمولات الابرار
03......جواہر الحدیث

{ شعبہ اصلاحی کتب }

01......غوثِ پاک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے حالات(کل صفحات:106) 02......تکبر(کل صفحات:97)
03......فرامین مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم(کل صفحات:87) 04......بدگمانی(کل صفحات:57)
05......رہنمائے جدول برائے مدنی قافلہ(کل صفحات:255) 06......نور کا کھلونا(کل صفحات:32)
07......اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں(کل صفحات:49) 08......فکرِ مدینہ(کل صفحات:164)
09......امتحان کی تیاری کیسے کریں؟(کل صفحات:32) 10......ریاکاری(کل صفحات:170)
11......قومِ جنّات اور امیر اہلسنّت(کل صفحات:262) 12......عشر کے احکام(کل صفحات:48)
13......توبہ کی روایات و حکایات(کل صفحات:124) 14......فیضانِ زکوٰۃ(کل صفحات:150)
15......احادیثِ مبارکہ کے انوار(کل صفحات:66) 16......تربیتِ اولاد(کل صفحات:187)
17......کامیاب طالب علم کون؟(کل صفحات:63) 18......ٹی وی اور مُووی(کل صفحات:32)
19......طلاق کے آسان مسائل(کل صفحات:30) 20......مفتی دعوتِ اسلامی(کل صفحات:96)
21......فیضانِ چہل احادیث(کل صفحات:120) 22......شرح شجرہ قادریہ(کل صفحات:215)

23......نماز میں لقمہ دینے کے مسائل (کل صفحات:39) 24......خوفِ خدا عزَّوَجَلَّ (کل صفحات:160)
25......تعارفِ امیرِ اہلسنّت (کل صفحات:100) 26......انفرادی کوشش (کل صفحات:200)
27......آیاتِ قرآنی کے انوار (کل صفحات:62) 28......نصاب مدنی قافلہ (کل صفحات:196)
29......فیضانِ احیاء العلوم (کل صفحات:325) 30......ضیائے صدقات (کل صفحات:408)
31......جنت کی دو چابیاں (کل صفحات:152) 32......کامیاب استاذ کون؟ (کل صفحات:43)
33......تنگ دستی کے اسباب (کل صفحات:33)

{شعبہ امیر اہلسنت}

01......سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام عطار کے نام (کل صفحات:49)
02......مقدس تحریرات کے ادب کے بارے میں سوال جواب (کل صفحات:48)
03......اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم) (کل صفحات:32)
04......25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبولِ اسلام (کل صفحات:33)
05......دعوتِ اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات (کل صفحات:24)
06......وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج (کل صفحات:48)
07......تذکرۂ امیرِ اہلسنّت قسط سوم (سنّت نکاح) (کل صفحات:86)
08...... آدابِ مرشدِ کامل (مکمل پانچ حصے) (کل صفحات: 275)
09......بُلند آواز سے ذکر کرنے میں حکمت (کل صفحات:48) 10......قبر کھل گئی (کل صفحات:48)
11......پانی کے بارے میں اہم معلومات (کل صفحات:48) 12...... گونگا مبلغ (کل صفحات:55)
13......دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں (کل صفحات:220) 14......گمشدہ دولہا (کل صفحات:33)
15......میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟ (کل صفحات:33) 16......جنوں کی دنیا (کل صفحات:32)
17...... تذکرۂ امیرِ اہلسنّت قسط (2) (کل صفحات:48) 18......غافل درزی (کل صفحات: 36)
19......مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟ (کل صفحات:33) 20......مردہ بول اٹھا (کل صفحات:32)
21......تذکرۂ امیرِ اہلسنّت قسط (1) (کل صفحات:49) 22......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
23......تذکرۂ امیرِ اہلسنّت (قسط4) (کل صفحات:49) 24......کفن کی سلامتی (کل صفحات:33)
25......چل مدینہ کی سعادت مل گئی (کل صفحات:32) 26......بدنصیب دولہا (کل صفحات:32)

27......معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟(کل صفحات:32) 28......بے قصور کی مدد(کل صفحات:32)
29......عطاری جن کا غسلِ میّت(کل صفحات:24) 30......ہیرونچی کی توبہ(کل صفحات:32)
31......نومسلم کی دردبھری داستان(کل صفحات:32) 32......مدینے کا مسافر(کل صفحات:32)
33......خوفناک دانتوں والا بچہ(کل صفحات:32) 34......فلمی اداکار کی توبہ(کل صفحات:32)
35......ساس بہو میں صلح کا راز(کل صفحات:32) 36......قبرستان کی چڑیل(کل صفحات:24)
37......فیضان امیر اہلسنّت(کل صفحات:101) 38......حیرت انگیز حادثہ(کل صفحات:32)
39......ماڈرن نوجوان کی توبہ(کل صفحات:32) 40......کرسچین کا قبولِ اسلام(کل صفحات:32)
41......صلوٰۃ وسلام کی عاشقہ(کل صفحات:33) 42......کرسچین مسلمان ہوگیا(کل صفحات:32)
43......میوزکل شو کا متوالا(کل صفحات:32) 44......نورانی چہرے والے بزرگ(کل صفحات:32)
45......آنکھوں کا تارا(کل صفحات:32) 46......ولی سے نسبت کی برکت(کل صفحات:32)
47......بابرکت روٹی(کل صفحات:32) 48......اغواشدہ بچوں کی واپسی(کل صفحات:32)
49......میں نیک کیسے بنا(کل صفحات:32) 50......شرابی، مؤذن کیسے بنا(کل صفحات:32)
51......بدکردار کی توبہ(کل صفحات:32) 52......خوش نصیبی کی کرنیں(کل صفحات:32)
53......ناکام عاشق(کل صفحات:32) 54......نادان عاشق(کل صفحات:32)

عنقریب آنے والے رسائل

01......V.C.D کی مدنی بہاریں(قسط3)(رکشہ ڈرائیور کیسے مسلمان ہوا؟)

02......اولیائے کرام کے بارے میں سوال جواب

03......دعوت اسلامی اصلاحِ امت کی تحریک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات کو **فیضانِ مدینہ** محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی میں مغرب کی نماز کے بعد ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کڑھنے کا ذہن بنے گا، ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

اپنی اصلاح کے لیے **مَدَنی انعامات** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے **مَدَنی قافلوں** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ، نزد جامعہ مسجد۔ فون: 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی)

فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

فون: 4921389-93/4126999 فیکس: 4125858

Email:maktaba@dawateislami.net \ www.dawateislami.net